مسلسل اشاعت کے پینتالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

534

ربیع الاول/الثانی ۱۴۳۱ھ

فروری 2010

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمدللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباء نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تاقیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباء علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یوبی ایل اکوڑہ خٹک 7 -100-0001

نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17 ☆ مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 6 - 1120

Email: editor_alhaq@yahoo.com

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ
الحق
اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ---45
شمارہ نمبر ---05
ربیع الاول الثانی ۱۴۳۱ھ
فروری --- سنہ ۲۰۱۰ء

31-3-10

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی
ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: ۱۹۷۳ء کے آئین کی بحالی مجوزہ ترامیم خدشات اور تحفظات۔ کراچی میں علماء کا قتل عام۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر احمد صاحبؒ کا سانحہ ارتحال۔ نامور خطیب حضرت مولانا امیر زاہد فاضل دیوبند کی وفات .... ادارہ ۲

علمی منتخبات: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب .... مرتب: مولانا عرفان الحق ۷

اخلاق حسنہ اور ہمارا کردار .... حضرت مولانا انوار الحق صاحب ۱۰

مسئلہ تصویر کے مختلف پہلو اور علماء کے اجتہادی افکار .... ڈاکٹر محمود حسن الہ ابادی ۱۹

سرسید احمد خان اپنے عقائد ونظریات کی روشنی میں .... مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان ۳۳

"اسلام میں عورتوں کے حقوق" غیروں کی نظر میں .... مولانا تنویر خالد قاسمی ۴۰

سقوط غرناطہ کی کوکھ سے امریکہ کا جنم .... مولانا حذیفہ غلام محمد وستانوی ۴۶

فضلائے حقانیہ کی تالیفی و تصنیفی خدمات .... مولانا حبیب اللہ حقانی ۵۴

عالم اسلام: حالات و واقعات .... جاوید اختر ندوی ۵۸

دار العلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۲

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات وآراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com Fax(0923)630922
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250، بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
ناشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز ادارہ

۱۹۷۳ء کے آئین کی بحالی مجوزہ ترامیم
خدشات اور تحفظات

آج کل ملک میں ۱۹۷۳ء کے آئین کی اپنی اصل صورت اور ہیئت میں بحالی کی باتیں ہورہی ہیں اور بزعم خود پیپلز پارٹی اپنے انتخابی وعدہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سنجیدہ ہے کیونکہ انہوں نے قوم سے وعدہ کیا تھا کہ ۱۹۷۳ء میں جو آئین پارلیمنٹ سے پاس کرایا گیا تھا' اس کا حلیہ وقتاً فوقتاً مختلف ترمیمی بلوں کے ذریعہ بگاڑ دیا گیا تھا۔ ہم اس کو ان ترمیمات سے پاک اپنی اصل شکل میں بحال کریں گے۔ یہ تو بہت اچھی اور خوش آئند بات ہے کیونکہ یہ ایک متفقہ اور تمام مکاتب فکر کے ہاں تسلیم شدہ آئین ہے اور اس آئین کی تدوین و ترتیب میں اس وقت اسمبلی میں موجود علماء نے بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ کا اسم گرامی بھی شامل ہے کہ انہوں نے اسمبلی میں مسلمان کی ایسی تعریف پیش کی جس پر تمام مسالک نے آپ کی تحسین کی' مگر بعد میں اس آئین میں بعض ناگزیر ترامیم کی گئیں جس میں تمام قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا اور آٹھویں ترمیمی بل جس میں توہین رسالتؐ کے مرتکب بدبخت لوگوں کی سزائیں اور دیگر اسلامی دفعات شامل ہیں' ان کا اضافہ کیا گیا۔ یہ اضافے انتہائی ناگزیر تھے' اور ان اسلامی دفعات کو آئین پاکستان کا حصہ بنانے کیلئے وفاقی مجلس شوریٰ کے ذریعے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بھی پورے آٹھ سال تک جدوجہد کی اور ان کے ساتھیوں کی شبانہ روز محنتوں اور کوششوں سے یہ دفعات آئین کا حصہ بنے اور صدر ضیاء الحق مرحوم نے انہیں آٹھویں ترمیمی بل کے ذریعہ آئین بنادیا۔ ایک عرصہ سے لادین اور سیکولر ذہنیت والے ملحدین جو کہ اس ملک کے اندر ہیں اور دوسری مغربی ملکوں کا پرزور مطالبہ تھا کہ مرزائیوں کو جو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے اور اس طرح توہین رسالت کے متعلق یہ بل بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے اسلئے یہ ترامیم؛ اور دیگر اسلامی دفعات مثلاً حدود آرڈیننس یہ آئین سے حذف کردیئے جائیں۔ حکومتی ذمہ داروں کی طرف سے بھی وقتاً فوقتاً یہ اشارے ملتے رہے کہ حکومت ان ترامیم پر نظر ثانی کے لئے سوچ رہی ہے' لیکن پاکستان کے غیور اور جسور مسلمانوں کی طرف سے اس پر سخت ردعمل کے نتیجے میں حکومتی ذمہ دار خاموش ہوجاتے' کچھ عرصہ خاموشی اور وقفہ کے بعد پھر یہ لوگ اسی پرانے راگ کو الاپنا شروع کردیتے۔ کیونکہ ان بے ضمیر افراد کو مغرب کی مرعوبیت نے اس طرح جکڑ رکھا ہے کہ وہ بیچارے ہر ایسے نازک موقع پر انہی کی زبان میں بات کرتے ہیں اور انہی کی

بولیاں بولتے ہیں۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سجا رہا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

اب جبکہ حکومت نے ۷۳ء کے آئین کی اصل صورت میں بحالی کا ارادہ کیا ہے تو اس کی آڑ میں مرزائیوں کی غیر مسلم اقلیت توہین رسالت بل حدود آرڈیننس اور دیگر اسلامی دفعات کو بیک جنبش قلم ختم کرنے کے لئے یہ لوگ پھر سے سرگرم عمل ہوئے ہیں۔ ہم حکومت اور پارلیمنٹ کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ ان ترمیمات کے ساتھ نہ چھیڑا جائے۔ اور نہ ان میں کسی طرح ردوبدل کی کوشش کی جائے ورنہ اس کے خلاف پھر قوم اور مسلمانان پاکستان کو تحریک اور احتجاج کی کال دی جائے گی۔ جس کا ظاہر ہے اندریں حالات حکومت متحمل نہیں ہوسکتی۔ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اس کے متعلق فیصل آباد میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"۷۳ء کے آئین کی بحالی اور ترمیم کی باتیں چل رہی ہیں مگر اس کی آڑ میں اگر آئین کے کسی بھی اسلامی ترمیم یا طے شدہ امور کو چھیڑا گیا یا انہیں حذف کرنے کی کوشش کی گئی تو اسے ہرگز ہرگز برداشت نہیں کیا جائیگا۔ اور پورا ملک ان دفعات کے تحفظ کیلئے اٹھ کھڑا ہوگا۔ آپ نے مزید کہا کہ ایل ایف او (L.F.O) کے ذریعہ صدر پرویز مشرف کے آمرانہ اور جمہوریت کش دفعات کو حذف کرنے کی ہم تائید کریں گے تاکہ انہیں ختم کیا جاسکے۔"

ایسی صورتحال اور ان حالات میں تمام مذہبی جماعتوں کا فریضہ بنتا ہے کہ وہ چوکنا رہیں کیونکہ یہ ایک انتہائی حساس اور ملک کے بنیادی اساس یعنی آئین کا معاملہ ہے اگر اس موقعہ پر معمولی کوتاہی سے کام لیا گیا تو یہ ملک کی بہت بڑی بدقسمتی ہوگی۔ ع یک لحظہ گر غافل شدم صد سالہ راہم دور شد

کراچی میں علماء کا قتل عام

اک خونچکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی

کراچی کی سرزمین گزشتہ ایک عشرہ سے مسلسل علماء و مشائخ کے خونِ ناحق سے لالہ زار اور لہو رنگ ہے اور وقفے وقفے بعد اس میں مزید شدت پیدا ہورہی ہے' ابھی اہل ملت اسلامیہ اور مملکت پاکستان کے اہل درد اور اہل دل مسلمان شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ' مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ' مولانا مفتی عبدالسمیعؒ' مولانا محمد

یوسف لدھیانویؒ، مفتی محمد جمیل خان، اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عنایت اللہ صاحبؒ اور انکے دیگر شہداء ساتھیوں کی شہادت پر ماتم کناں اور نوحہ زن تھے کہ ظالموں اور سفاک قاتلوں نے امت مسلمہ کے سینہ میں ایک اور خنجر گھونپ دیا اور کراچی ہی میں مولانا سعید احمد جلالپوریؒ اور مولانا عبدالغفور ندیمؒ ساتھیوں سمیت سرعام خون میں نہلا دیئے گئے۔ بلاشبہ یہ ایک ایسا عظیم سانحہ ہے جس پر اگر آسمان خون کی بارش برسائے تو بھی اس حادثہ کی شدت کا احساس کم نہ ہوگا۔

ع آسماں راحق بود گر خون ببارد برزمین

پھر اس موقع پر یہ ایک لحہ فکریہ ہے کہ صرف ایک مکتب فکر کے علماء ومشائخ کو نشانہ بنایا جارہا ہے اس لئے کہ مذکورہ بالا تمام شہداء کا تعلق دیوبندی مکتب فکر سے ہے، لیکن صد افسوس کہ آج تک کسی ایک قاتل کو بھی گرفتار نہیں کیا گیا، اور نہ کسی کو سزا دی گئی جو کہ ہماری خفیہ ایجنسیوں اور تفتیشی اداروں کے لئے بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔

ہمیں قطعی یقین ہے کہ علماء کرام کی ان پے بہ پے شہادتوں کے پیچھے اسلام دشمن قوتوں غیر ملکی سامراج اور لادینی طاقتوں کا ہاتھ ہے اور وہ یہ نہیں چاہتے کہ مملکت پاکستان اسلام کا مضبوط قلعہ اور حصن حصین ثابت ہو اور یہاں پر اسلام نظام اسلام دین مذہب اور اسلامی علوم وفنون کی ترویج وتشہیر ہو۔ علماء دیوبند کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی امتیازات سے نوازا ہے۔ اس لئے ان طاقتوں کا ہدف یہی علما اور مشائخ ہیں۔

ملک کے سنجیدہ حلقوں کی طرف سے مسلسل حکومت اور ارباب اختیار کو تنبیہ دی جارہی تھی کہ عالمی سامراج اور بعض شر پسند قوتیں اس ملک میں تخریبی کارروائیوں میں مصروف ہیں اور حالات کو مسلسل بگاڑ کی طرف لے جارہی ہیں، اس سلسلہ میں سرفہرست امریکہ کی بدنام زمانہ تنظیم بلیک واٹر کا نام لیا جارہا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً اس کے شواہد بھی ملے ہیں۔ لیکن پاکستان چونکہ نام نہاد دہشت گردی کی روک تھام کے لئے امریکہ کا صف اول کا سٹریٹجک اتحادی ہے اس لئے ہمارے بے حمیت اور قومی وملی جذبہ سے عاری حکمران ڈالروں کو سمیٹنے کی غرض سے ان تمام شواہد سے صرف نظر کرتے ہوئے مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

یہاں پر ہم صرف بلیک واٹر کو موردالزام نہیں ٹھہراتے بلکہ ان خوں ریز واقعات میں مرزائی قادیانی اور دیگر طاقتیں بھی شامل ہیں۔ مرزائیوں نے عرصہ دراز سے اس ملک کی سلامتی کے خلاف منظم طریقہ سے مہم شروع کی ہے اور یہ مردود فرقہ ہر اس شخص کو راستہ سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے جو کہ ان کے دجالی اور تلبیسی عقیدہ کی تشہیر وشیوع کیلئے رکاوٹ ہو۔ چنانچہ مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کی شہادت کے پس پردہ یہ ہاتھ بالکل نمایاں اور ظاہر ہے کیونکہ آپؒ نے اس فرقہ اور اس کے ہم نوا دیگر ''ملحدین'' کے خلاف بھرپور قلمی اور علمی جہاد شروع کیا تھا۔

ان لادین قوتوں کا طریقہ واردات یہ ہے کہ ملک میں مسلکی ہم آہنگی اور اتحاد واتفاق کی فضا کو ختم کر کے فرقہ وارانہ فسادات شروع کئے جائیں جیسا کہ حالیہ پے در پے واقعات وسانحات سے مترشح ہوتا ہے۔ یوم عاشورہ کے

موقع پر اہل تشیع کے جلوسوں پر کراچی میں بم حملے اور پھر اس کی آڑ میں کھربوں روپوں کا نقصان، ربیع الاول میں فیصل آباد اور ڈیرہ اسماعیل خان میں قتل و غارتگری اور اسی ربیع الاول کے مہینہ میں اصحاب رسولؐ کے پتلے نذر آتش کرنا اور پھر مولانا ضیاء القاسمیؒ کی قبر کی بے حرمتی اور مدرسہ میں تفاسیر واحادیث اور دیگر اسلامی کتب کو نذر آتش کرنا یہ تمام فسادات اسی گھناؤنی سازش کی طرف اشارہ کناں ہیں، حکومت کے ذمہ دار حضرات تو یہ کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے بیرونی طاقتیں ہیں اور اس کے عوض ان کو بھاری رقوم دی جارہی ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ حکومت اس عظیم سازش کو بے نقاب کرنے میں بے بس اور بے دست و پا کیوں ہے؟

ان فسادات کی روک تھام کے لئے حکومت کو سنجیدہ کوششیں کرنی چاہئیں تاکہ ایسے کربناک والمناک سانحات کے وقوع پذیر ہونے کا تدارک ہوسکے۔ کیونکہ پاکستان عالم اسلام کی واحد ایٹمی طاقت کا حامل ملک ہے اور یہ طاقت غیروں کی نظروں میں کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے اور یہود و ہنود اور نصاریٰ اور اسلام و پاکستان دشمن قوتیں اسی تاک میں ہیں کہ پاکستان کو اسی طاقت سے محروم کیا جائے اور یہ طاقتیں یہ کوشش کررہی ہیں کہ اس ملک میں قتل و غارتگری اور خونریزی کا بازار گرم ہو، تاکہ اس کو دنیا کے سامنے غیر ذمہ دار ملک ثابت کرکے اس کو ایٹمی طاقت سے محروم کرنے کیلئے جواز فراہم کیا جاسکے۔

حکومت کیساتھ ساتھ علماء کرام کو بھی چاہیے کہ ان عالمی سازشوں کا ادراک کرتے ہوئے اتحاد و اتفاق اور ہم آہنگی کیلئے کوشاں رہیں تاکہ ان سازشی عناصر (خواہ وہ اندرون ملک ہوں یا بیرون ملک) کے مکروہ و مذموم عزائم ناکام ہوں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر احمد صاحب قدس سرہ کا سانحۂ ارتحال

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی (اقبالؒ)

عالم اسلام کی عظیم اسلامی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کو علمی دنیا میں جو منفرد مقام حاصل ہے وہ تمام یونیورسٹیوں اور درسگاہوں کیلئے قابل صد رشک ہے اور کیوں نہ ہو اس کی بنیاد اپنے وقت کے اولیاء اور اقطاب نے رکھی تھی۔ بلاشبہ یہ ایک الہامی مدرسہ ہے اس کی مسند شیخ الحدیث انتہائی وقیع اور مؤقر ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے جن ہستیوں کا انتخاب کیا انکی علمیت وقابلیت ورع اور زہد وتقویٰ پر انہی صفات کو ناز ہے چنانچہ بڑے بڑے جبال علم اسی مسند پر فائز رہے اور انہوں نے تشنگان علوم نبویہؐ کو اپنے چشمہ فیض کے آب زلال سے سیراب کیا۔ اور ہر شیخ الحدیث نے اپنے اسلاف شیوخ الحدیث کی جانشینی کا حق ادا کردیا۔ انہی شیوخ میں ایک حضرت مولانا نصیر احمد صاحب تھے۔ جو کہ ہمارے

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ کے دارالعلوم دیوبند میں تدریس کے دوران شاگرد رہ چکے تھے۔ گذشتہ دنوں دارالعلوم دیوبند انڈیا سے یہ اندوھناک اور حسرت خیز خبر آئی کہ آپ کا سانحۂ ارتحال پیش آیا ہے۔ جس پر تمام وابستگان دیوبند کو دلی صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت مین مقام رفیع سے سرفراز فرماویں۔ ادارہ دارالعلوم دیوبند کے تمام شیوخ واساتذہ اوراراکین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں آپ کی مغفرت اور رفع درجات کیلئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔

نامور خطیب حضرت مولانا امیر زاہد فاضل دیوبند کی وفات

گزشتہ دنوں نامور خطیب حضرت مولانا امیر زاہد صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند کا سانحۂ ارتحال پیش آیا۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے اور قیام دارالعلوم میں آپ بھی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ کے شاگرد رہ چکے ہیں۔ اکابرین دیوبند کے ساتھ آپ کی انتہائی عقیدت تھی شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے عاشق زار تھے اور امام الہند مولانا آزادؒ کی تقریروں کے اقتباسات آپ کو ازبر تھے۔ اپنی مادری زبان پشتو ہونے کے باوجود آپ اردو زبان کے بہترین خطیب تھے کیونکہ آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ پنجاب جڑانوالہ گزارا۔ وہاں پر آپکے قائم کردہ دومدرسے خدمت دین میں مصروف ہیں۔ اور پنجاب میں لاہور اور فیصل آباد وگرد ونواح سے تعلق رکھنے والے اکثر خطباء وفضلاء آپ سے تلمذ حاصل چکے ہیں۔ جن میں مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ اور مولانا ضیاء القاسمیؒ بہت مشہور ہیں۔ آپ کا تعلق ضلع صوابی (سرحد) کے مشہور قصبہ زروبی سے ہے۔ زمانہ طالب علمی ہی سے آپ سیاسی میدان میں سرگرم عمل رہے اور فرنگی سامراج کے خلاف استخلاص وطن کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ بالآخر مصروف علمی اور داعیانہ زندگی گزار کر ۹۳ سال کی عمر میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور اپنے آبائی گاؤں زروبی میں سپرد خاک کیے گئے۔ آپ کی نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں علماء وصلحاء دینی مدارس کے طلبہ اور عام مسلمانوں نے شرکت کی۔ ادارہ آپ کے صاحبزادہ مولانا زبیر حقانی اور دیگر پسماندگان سے تعزیت کرتا ہے۔

انجمن سے وہ پرانے شعلہ آشام اٹھ گئے
ساقیا محفل میں تو آتش بجام آیا تو کیا

قسط (۹) مرتب: مولانا حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی

استاذ جامعہ دارالعلوم حقانیہ

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۴ء

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری میں معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب' اہل محلہ وگردوپیش اور ملکی وبین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال وواقعات درج فرماتے۔آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں .... (مرتب)

حمد:

خدا در انتظار حمد ما نیست — محمدؐ چشم بر راہ ثنا نیست

خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس — محمدؐ حامد حمد خدا بس

مناجاتے اگر بیان کرد — بہ بیتے ہم قناعت میتوان کرد (۱)

محمدؐ از تو می خواہم خدارا — خدایا از تو عشق مصطفی را (۲)

(۱) خداتعالیٰ میری حمد کا ضرورتمند اور منتظر نہیں ہے۔محمدؐ کی نگاہ مبارک میری نعت کی طمع نہیں رکھتا۔مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے حبیبؐ کی مدح کیلئے کافی ہے۔اور محمدؐ اپنے رب کی تعریف بیان کرنے کا سزاوار ہے۔

(۲) میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اے محمدؐ آپ سے چاہتا ہوں۔اے خدایا آپ سے عشق مصطفیٰؐ کا طلبگار رہوں۔

دگر لب وامکن مظہر فضولیست سخن از حاجت افزوں تر فضولیست(۱)

(مقدمہ موضح القرآن) (۶۔۷ جنوری)

مولانا عبدالحی فرنگی: مولانا عبدالحی فرنگی محلی مرحوم کا چالیس برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ اتنی کم عمر میں ۷۰ سے زائد کتب لکھیں جو ہند اور مصر میں طبع ہوئیں۔ مولانا کی بعض اہم تالیفات یہ ہیں: التعلیق المجد علی المؤطا امام محمد۔ الفوائد البهية فی طبقات الحنفيه. امام الكلام فی القراۃ خلف الامام . ظفر الامانی. السعی المشکور . تذكرة الراشد. تراجم علمائے ہند .سعایہ وغیرہ ۔(برہان ص ۱۶۷۔۱۶۹ ج ۳۱) (۱۔۳ فروری)

شدھی تحریک کے بانی کے قتل پر اسلام اور قرآن کے خلاف معاندانہ جذبات: شدھی تحریک کے بانی سوامی شیردہانند ۱۹۲۶ء میں ایک مسلمان کے ہاتھوں مارے گئے۔ گاندھی نے اس واقعہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ایسے ماحول میں پیدا ہوا ہے جس کی فیصلہ کن طاقت پہلے بھی تلوار تھی اور آج بھی تلوار ہے۔ بعض دریدہ دہنوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ دنیا میں جب تک قرآن کی تعلیم موجود ہے اس وقت تک دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ اس لئے تمام عالم انسانی کومل کر اس تعلیم کے مٹانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (الجہاد فی الاسلام ص ۱۰۔۱۱) (۴ رفروری)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے بارے میں عرب شیخ کی رائے: ریاض کی مجلس علماء کی ایک نشست میں حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا ذکر ہوا تو شیخ بولے کہ انکی شرح مسلم (فتح الملهم) میں نے دیکھی ہے جو کہ انہوں نے سلطان ابن سعودؒ کو بھیجی تھی اس سے وہ کٹر حنفی اور اشعری معلوم ہوتے ہیں۔ احادیث نزول کی عجیب وغریب تاویل کی ہے مگر انداز بیان سے علم کی بو باس معلوم ہوتی ہے۔ (برہان ص ۱۷۴ ج ۳۱ منقول از دیار عرب میں چند ماہ ص ۲۰۷)

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلامؒ کے احوال: شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلامؒ دمشق میں ۵۷۸ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ نے فخر الدین بن عساکرؒ سیف الدین آمدیؒ حافظ ابومحمد القاسمؒ بن عساکر جیسے اجلہ علماء سے تعلیم حاصل کی۔ علامہ ابن دقیق العیدؒ نے ان کو سلطان العلماء کے لقب سے یاد کیا۔ آپ ۶۳۹ھ میں مصر تشریف لے گئے تو صاحب کتاب ''الترغیب والترھیب'' مفتی مصر نے ان کے ہوتے ہوئے فتویٰ (دینے) سے معذوری ظاہر کی۔ شیخ جمال الدین ابن الحاجب کا قول ہے کہ فقہ میں عزالدین کا پایہ امام غزالیؒ سے بلند ہے۔ ذہبیؒ اپنی کتاب ''العبر'' میں لکھتے ہیں: انتهت اليه معرفة المذهب مع الزهد والورع وبلغ رتبة الاجتهاد. عقیدتاً وعلماً اشعری تھے۔ آپ نے ایک عرصہ تک دمشق میں ''زاویہ غزالیہ'' میں درس دیا۔ جامع اموی میں خطابت وامامت کے منصب پر فائز رہے، بقول شیخ شہاب الدین ابوشامہ انکی وجہ سے بہت سی بدعات کا ازالہ ہوا۔ صلاۃ الرغائب اور نصف شعبان کی کھل

(۱) اس کے علاوہ ہونٹ مت کھولو۔ ورنہ تو بے مقصد کا اظہار ہوگا۔ اس لئے کہ زائد الضرورت بات فضول ہوتی ہے۔

کر مخالفت کی۔(۱) الملک الکامل کے اصرار سے دمشق کے عہدہ قضاء پر مامور ہوئے' ایک بار اسی دربار سے بغداد میں سفیر بن کر گئے۔ الملک الاشرف کے جانشین صالح اسماعیل کے زمانے میں جب فرنگی دمشق میں اسلحہ لینے آئے تو آپ نے اس کے خلاف حرمت کا فتویٰ دیا۔ بادشاہ نے اس کی پاداش میں ایک عرصہ تک انہیں محبوس کیا۔ کچھ عرصہ بعد سے بیت المقدس نقل کئے گئے۔ اسی اثناء میں سلطان صالح اسماعیل' الملک المنصور' والئی حمص اور سلاطین فرنگ اپنی وعساکر کیساتھ مصر کے ارادے سے بیت المقدس آئے۔ سلطان نے بہت خوشامد کی لیکن بادشاہ کے فرنگوں کیساتھ دوستی کی وجہ سے آپ راضی نہ ہوئے۔ اسلئے دوبارہ گرفتار ہوئے۔ شیخ جب قید کے دوران قرآن پڑھتے تو سلطان نے فرنگی بادشاہوں کو کہا کہ یہ مسلمانوں کا بڑا شیخ ہے میں نے اسے اس لئے قید کیا ہے کہ یہ تم لوگوں کو مسلمانوں کے قلعے سپرد کرنے کا خلاف تھا۔ عیسائی بادشاہوں نے کہا کہ یہ اگر ہمارا پادری ہوتا تو ہم اس کے پاؤں دھو کر پیتے۔ اسی عرصے کے دوران مصری افواج وہاں آئیں اور صالح کو شکست ہوئی۔ فرنگی افواج قتل و غارت ہوئیں اور شیخ صحیح سلامت مصر روانہ ہوئے۔ راستے میں کرک ریاست سے گزرے۔ والئی کرک نے قیام کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ ''یہ تمہارا مختصر شہر میرے علم کا متحمل نہیں ہوسکتا''۔ مصر میں سلطان نجم الدین ایوب نے ان کی بہت عزت و خاطر مدارت کی۔ جامع عمرو بن العاص کی خطابت اور الوجہ القبلی مصر کا عہدہ قضا اور ویران مساجد کی آبادی کا کام آپ کے سپرد کیا گیا۔ سلطان نے مدرسہ ''صالحیہ'' میں مذہب شافعی کی تعلیم آپ کے سپرد کی۔ ایک دفعہ عید کے دن قلعے میں دربار شاہی تھا' بادشاہ اپنے تزک و احتشام کے ساتھ سریر آراء تھا' دو رویہ افواج شاہی دست بستہ کھڑی تھیں۔ ناگہاں شیخ نے کہا کہ اے ایوب! خدا کو تم کیا جواب دو گے؟ جب پوچھا جائیگا کہ ہم نے تمہیں مصر کی سلطنت اسلئے دی تھی کہ سراب آزادی سے پی جائے۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ کیا واقعہ ہے؟ شیخ نے بلند آواز سے فرمایا: ہاں فلاں میخانہ میں شراب آزادی سے بک رہی ہے۔ اور دوسرے ناگفتنی کام ہو رہے ہیں۔ اور تم یہاں بیٹھے داد عیش دے رہے ہو۔ بادشاہ نے کہا کہ جناب والا! مجھے اس میں کچھ دخل نہیں یہ میرے والد صاحب کے زمانے سے ہو رہا ہے۔ شیخ نے فرمایا'' پھر تم بھی انہی لوگوں میں سے ہو جن کا جواب یہ ہوتا ہے انا وجدنا اباء نا علی امة. یہ ہمارے باپ دادا کے زمانے سے چلا آیا ہے۔ سلطان نے فوراً اس شراب خانہ کی بندش کا حکم جاری کیا۔ فرنگیوں نے ایک دفعہ حملہ کیا اور منصورہ تک غلبہ حاصل کرلیا۔ شیخ اس دوران شریک جہاد تھے' اللہ تعالیٰ نے انہیں استجابت دعا کی نعمت سے نوازا تھا۔ ابن السبکیؒ نے طبقات میں لکھا ہے کہ ان کی دعا سے مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ ہوا کا رخ بدل گیا۔ جہاز ٹوٹ گئے اور اکثر فرنگی غرق ہوئے۔ شیخ نے بادشاہ کے محل کے جواہرات اور بیگمات شاہی کے زیوارت بیچ کر مصارف جہاد پورے کئے اور اس طرح فتح پائی۔ ان کی زندگی کا حیرت انگیز واقعہ امراء سلطنت کا نیلام ہے جو کسی اور کے بارے میں سننے میں نہیں آیا۔ کسی بھی عالم کی عظمت اور رعب کی یہ انتہائی مثال ہے۔ ۹ جمادی الاول ۶۶۰ھ کو ۸۳ برس کی عمر میں وفات ہوئی۔

(طبقات الشافعیہ' از تاریخ دعوت و عزیمت' ج ا) (۱۲ تا ۱۹ فروری)

(۱) بارہ رکعت کی ایک نماز جو ستائیس رجب کی شب خاص ترکیب سے پڑھی جاتی تھی۔ اور نصف شعبان سے مراد پندرہویں شب سو رکعات نماز خاص ترکیب سے پڑھی جانے والی نماز ہے۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اخلاق حسنہ' نبی کریم ﷺ کے خلق عظیم کی روشنی میں

(۳)

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم اما بعدفعن ابی ذر قال قال لی رسول الله ﷺ اتق الله حیث ماکنت واتبع السيئة الحسنة تمحها وخالق الناس بخلق حسن (رواه الترمذی والدارمی واحمد)

ترجمہ: حضرت ابی ذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا تم اللہ سے ڈرو جہاں کہیں بھی ہو (اگر کبھی گناہ تم کرلو) تو اس کے بعد نیکی کردو تا کہ وہ گناہ مٹ جائے اور لوگوں جو معاملہ کرنا ہو خوش اخلاقی کو اس میں ملحوظ خاطر رکھو۔

اسلام کے احکامات میں اخلاقیات غالب ہیں: اسلامی' اخلاق و آداب ایک ایسا وسیع و عریض اور عمیق موضوع ہے جس کے تہ اور کناروں تک رسائی کے دوران قرآن اور اسوہ پیغمبری ﷺ کی روشنی میں گوہر نایاب سے ایسی شناسائی ہوجاتی ہے جس سے اسلام کا دشمن بھی انکار کرنے کے بجائے اسلام کی حقانیت پر آمادہ ہونے کے ساتھ ساتھ اگر زبان سے اقرار نہ بھی کرے' اس کے دل میں یہی ہوتا ہے کہ اسلام کے تمام احکامات میں اخلاقیات کا پہلو غالب ہے۔ لاتعداد مستشرقین اور اسلام مخالف سکالر اس کا اعتراف کر بھی چکے ہیں۔ کفار مکہ جو حضور کے جان کے درپے اور بدترین دشمن تھے' مگر معاملات کے بارہ میں ان کا متفقہ فیصلہ تھا کہ دیانت' صداقت اور امانت کے باب میں آپؐ امین اور صادق ہیں اور امین کے نام ہی سے حضور کو یاد کرتے تھے' کفار کو آنحضرت کا اسلام کی دعوت دینے کے بعد جہلائے عرب کا کینہ اور بغض انتہاء کے آخری سرحدات کو چھو رہا تھا۔

امانت و دیانت: اس کے باوجود وہ دشمن اگر اپنے مال وزر کو کسی امانت دار کے حوالہ کرنا چاہتے تو آپ کی ذات ہی تھی' انسانی معاشرہ میں ایک فرد کے کمال اور پوری زندگی میں بہتر مرتبہ اور نام پیدا کرنے کے لئے صفت دیانت و امانت کو کلیدی حیثیت حاصل ہے' جس میں یہ صفت معدوم ہو سارا معاشرہ اس شخص کو مسلمان تو کیا انسان کہلوانے کا مستحق نہیں سمجھتا جس کو اللہ نے اس صفت سے نوازا ہو لوگ اس کا نام عظمت واحترام سے لے کر اس کے دیانت و امانت کا چرچا ہر خاص و عام کی زبان پر ہوتا ہے' یہی وہ اعلیٰ صفت ہے جو آنحضرت ﷺ میں بکمال موجود تھی۔ "الفضل ما شهدت به الاعداء" عظمت و فضیلت وہی حقیقی ہے' جس کا اقرار نہ صرف اپنے بلکہ دشمن بھی کریں۔

هذا محمد امين : اسی صفت ہی کا نتیجہ تھا کہ خانہ کعبہ کی عمارت جو سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا

شکار ہوئی‘ جب تعمیر کا موقع آیا‘ سرداران قریش آپس میں مشت وگریباں مرنے مارنے پر آمادہ ہوئے۔ ہر قبیلہ اس بات پر مصر تھا کہ حجر اسود کی دیوار اور کونے پر نصب کرنا ہمارا حق ہے‘ ان میں سے کوئی قبیلہ دوسرے کو ترجیح دینے اور ایثار کرنے کیلئے تیار نہ تھا۔ واقعہ بہت طویل ہے مختصر یہ کہ کئی دن اس نزاعی صورتحال کے نذر ہوئے حجر اسود کے تنصیب کا مرکہ حل نہ ہوسکا‘ ایک سردار نے تجویز پیش کردی کہ جو باب بنی عبدشمس سے مسجد حرام میں سب سے پہلے داخل ہو وہی سب کا حکم اور فیصلہ کرنے والا ہوگا۔ تمام سرداران قریش اس شوق میں کہ ہم اس سعادت کو حاصل کرنے کیلئے پہلے اس دروازہ سے داخل ہوجائیں مگر کیا دیکھتے ہیں کہ سید الانبیاء آقائے نامدار ﷺ حسب معمول اور عادۃ کے مطابق مسجد حرام زادھا اللہ کرامۃ وشرفا میں پہلے سے مصروف عبادت ہیں کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ کو دیکھتے ہی زوردار آواز سے کہا ھذا محمد الامین رضینابہ ‘ ھذا محمد الامین یعنی یہ محمد امین ہیں ہم ان کے حکم ہونے پر راضی ہیں۔

حجر اسود کی تنصیب: حضور ﷺ نے ایک دانشمندانہ فیصلہ فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ ایک چادر میں حجر اسود جو کہ خود آپ ﷺ نے دست مبارک سے رکھا‘ چاروں کونوں کو تمام قبائل کے سرداران پکڑ کر حجر اسود کو جس جگہ نصب کرنا تھا (جہاں بحمدللہ آج بھی موجود ہے) اٹھایا پھر آنحضرت ﷺ نے ان سب کی طرف سے وکیل بن کر جس جگہ حجر اسود کی تنصیب کرنی تھی‘ نصب کردیا‘ اسی امانت و دیانت کے صفت سے مالا مال ہونے کا نتیجہ تھا کہ تمام قبائل آپ کے حکم بننے پر راضی ہو کر ان کے سامنے سر تسلیم خم کردیئے‘ جس کے بدولت ایک بہت بڑی خونریزی ٹل گئی۔

حضور ﷺ سے مشرکین کا توہین آمیز سلوک: محترم سامعین! ماسوائے چند نیک بخت افراد جو اللہ رسول پر ایمان لاچکے تھے‘ باقی جزیرۃ العرب کے بیشتر لوگ کفر وضلالت اور پیغمبر دشمنی میں متحد ہوچکے تھے‘ باہمی افتراق و انتشار کے باوجود اسی ایک نقطہ پر اتفاق کرلیا تھا۔ رحمۃ دوعالم ﷺ کو نبوت ملنے سے پہلے اور بعد کے مکی و مدنی احوال آپ سنتے چلے آرہے ہیں ایک بے رحم انسان کے بس میں دوسرے مجبور و بے بس پر جتنے مظالم و مصائب ڈھانا ممکن ہوسکا‘ آنحضرت ﷺ اور انکے چند جان نثار ساتھی صبر و استقامت کے پہاڑ بن کر اُن مصائب کو جھیلتے رہے‘ عبادت وعظ و نصیحت بھی سرعام ادا کرنا ناممکن تھا‘ آنحضرت ﷺ خانہ کعبہ کے باہر نماز ادا کررہے تھے مکہ کے اوباش جوان آنخضرت کے نماز کی ادائیگی پر مذاق اور مسخروں سے اپنے آپ کو بہلا رہے تھے‘ ایک شقی القلب نے جہاں حیوانات کو ذبح کرکے ان کی آلائش جو گندگی اور غلاظتوں سے بھرپور ہوتی انہیں پھینک دیتے وہی گند سے بھرے اونٹوں کی انتڑیاں اور دیگر ناقابل استعمال حصے اٹھا کر آنخضرت جب سجدہ کرنے لگے ان کے کمر مبارک پر رکھ دیئے اس منظر کشی اور توہین آمیز سلوک پر ہنسے ہنسانے میں وہ کم بخت مبتلا تھے کہ جگر گوشۂ رسول ﷺ حضرت فاطمہؓ کو اطلاع ہو کر خانہ کعبہ کے قریب سجدہ میں پڑے اپنے عظیم باپ کی کمر سے گندگی اٹھا کر ان کا سجدہ سے اٹھنا ممکن کردیا‘ ایک موقع وہ بھی جب حضور اور انکے ساتھیوں کا تمام اہل کفار نے مقاطعہ یعنی سوشل بائیکاٹ کردیا وہ بمعہ اہل خانہ شعب ابی طالب میں

محصور ہو کر بھوک و پیاس کا مردانہ وار سامنا کرتے رہے۔

رحمۃ دو عالم کا حسن سلوک: یہ دو صرف بطور مثال مقابل کے ظلم وزیادتی کا ایک رخ ذکر کر دیا کہ آپ خود فیصلہ کریں کہ جب دونوں فریقوں کے درمیان تعلقات اس نہج پر پہونچ جاتے ہیں‘ تو ہر فریق دوسرے کی ہر چیز کو ضائع و نقصان پہنچانا اوران املاک پر قبضہ صرف جائز نہیں اپنا حق سمجھتا ہے‘ مگر کروڑوں درود وسلام رحمۃ للعالمین ﷺ پر کہ جب آپ ﷺ پر حملہ اور شہید کرنے کیلئے مکہ کے بدعقیدہ لوگ متحد ہو کر حملہ آور ہونے والے ہیں انہوں نے اپنے اس فرمان کہ "فان خیر کم احسنکم قضاء" یعنی تم لوگوں میں بہتر وہ ہیں جو (دوسرے کے) قرض کو اچھے طریقے سے ادا کرتے ہیں کا علم بلند رکھا اور امت کو تعلیم یہ بھی دی کہ حالات خواہ جیسے بھی ہوں‘ امانت اور دیانت میں خیانت جیسے مذموم حرکت سے اجتناب کیا جائے اور رب ذوالجلال کے فرمان "وتخونوا امنتکم وانتم تعلمون" جیسے بدترین عادت سے اپنے کو محفوظ رکھیں۔ کفار کے امانات ضائع یا قبضہ کرنے کے بجائے ہجرت کے موقع پر جب کفار نے مسلح ہو کر آستانہ نبوت کو اور گرد رات کو گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا دیا حکم دیا کہ آپؓ لوگوں کے امانتیں ان کے حوالہ کر کے پھر مدینہ آجائیں یہی وہ اخلاق نبویؐ کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے جسے ہم حضور ﷺ کے نام لیوا چھوڑ کر پستی اور غلامی کے راستوں پر چل کر بند گلی میں پھنس گئے ہیں۔

اعضاو اندام امانت ہیں: محترم حاضرین! یہاں آپ کے پیش نظر یہ بھی رہے کہ امانت کی حد صرف یہ نہیں کہ کسی کی دی ہوئی چیز کو اسی حالت میں اسے واپس کر دیا جائے بلکہ امانت و دیانت کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اس میں اللہ کی طرف سے دیا گیا یہ ہمارا جسم جسے قرآن مجید میں ''احسن تقویم'' کے وصف سے ذکر کیا گیا‘ یہ بدن خاکی جو ایک کا رخانہ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے‘ اس کے تمام اعضاء آنکھ‘ کان‘ ناک‘ سر‘ ہاتھ‘ پاؤں اور زبان و دیگر اعضاء رب کائنات کی طرف سے‘ ہمیں امانت کے طور پر حوالہ کئے گئے۔ جنہیں صرف ان شرائط کے مطابق استعمال اور تصرف میں لانا ہے جس کی اجازت اللہ اور اس کے رسول نے دی ہے اگر ان شرائط و قیود کی ذرہ برابر بھی رعایت نہ کی جاتی تو یہ بھی بہت بڑے خیانت کے زمرے میں آ کر ان تمام اعضاء اور جوارح کے کردار کے بارے میں روز محشر جواب دینا ہوگا۔ شریعت مطہرہ نے تو اس اخلاقی عمل پر اتنا زور دیا ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ایک بات ذکر کرے اور اس کو راز کی حیثیت دے کر افشاء نہ کرنے کی تاکید کر دے تو اس مسلمان کی امانت کو محفوظ رکھنا عند اللہ اس کی ذمہ داری ہے‘ البتہ اگر وہ بات ایسی ہو جس میں شریعت کی خلاف ورزی یا دوسرے مسلمان کو ضرر پہونچانے کا پہلو ہو تو پھر امانت کے بجائے خیر خواہی کی رعایت کرتے ہوئے اس راز کو کسی پر ظاہر کرنا صرف جائز نہیں بلکہ لازمی ہے۔ مسلمان اگر آج اپنے کردار و گفتار پر نظر ڈالیں تو فرد سے لے کر پوری سوسائٹی اپنے اپنے وسعت اور طاقت کے مطابق خیانت کے بداخلاقی میں مبتلا ہے‘ جو لوگ مسند اقتدار پر براجمان ہیں اور پوری مملکت کے سیاہ و سفید کے امین مقرر کر دیئے گئے

ہیں۔ لوگ بھوک سے مر رہے ہیں، فقر وافلاس کے شکار مرد و زن خود سوزیاں کرنے پر مجبور ہو گئے، اور ان کے حکومتی خزانہ کے رکھوالے اژدھا کی حیثیت سے قومی خزانہ پر پنجے گاڑ کر اسے لوٹ مار اور بیرون ملک منتقلی میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔

امانت کی حفاظت: سرکار دو عالم ﷺ تو مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر کے مال مشترکہ میں خیانت کرنے والے سے اظہار براءۃ ونفرت کی تاکید فرما رہے ہیں، اور آج صرف نام کے جو مسلمان ہیں وہ دوسرے کا سب کچھ ہڑپ کر کے ان کا احساس ندامت بھی ختم ہو چکا ہے۔

وعن یزید بن خالد ان رجلا من اصحاب رسول الله ﷺ توفی یوم خیبر فذکروا لرسول الله ﷺ فقال صلوا علی صاحبکم فتغیرت وجوه الناس لذالک فقال ان صاحبکم غل فی سبیل الله ففتشنا متاعه فوجدنا خرزا من خرز الیهود لا یسادی درهمین (رواه ابی داؤد)

ترجمہ: حضرت یزید ابن خالد نقل کر رہے ہیں کہ حضور ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی کا (جنگ) خیبر کے دن انتقال ہوا اصحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا۔ سید الانبیا ﷺ نے فرمایا آپ لوگ اس کا جنازہ پڑھ لو (یعنی خود شرکت سے معذرت فرمائی) (یہ سنتے ہی) صحابہؓ کے رنگ خوف سے تبدیل ہوئے۔ حضور ﷺ نے (ان کی گھبراہٹ محسوس کرتے ہوئے) فرمایا تمہارے اس ساتھی نے اللہ کی راہ میں حاصل کردہ مال (یعنی مال غنیمت میں) خیانت کیا ہے، پس ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں ہمیں یہودی عورتوں کے گلے میں استعمال کرنے والے ہار کے دانے ملے۔ جو دو درہم سے کم قیمت کے تھے۔

حضور ﷺ کا خائن سے اظہار براءت: صرف جنازہ نہ پڑھنے پر حضورؐ نے اکتفا نہ فرمایا بلکہ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے خیانت کرنے والے کے مال و دولت کو جلانے کا حکم بھی دیا۔ **عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان رسول الله ﷺ و ابا بکر و عمر حرقوا متاع الغال وضربوه** (رواه ابی داؤد)

ترجمہ: حضرت عمرو ابن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب سے) اور وہ (شعیب) اپنے دادا (حضرت عبداللہ ابن عمر) سے روایت کر رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ بطور تعزیر مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کا سامان واسباب جلا کر ان کی پٹائی بھی فرماتے۔

خیانت پر وعید شدید: مقام غور وفکر ہے کہ جس مال ومتاع میں جس کا کچھ حصہ بغیر اجازت لینے والے کا بھی ہے۔ ابھی تعین وتقسیم نہیں ہوا۔ اپنے سخت وعید وسزا کا مستحق گردانا گیا تو جو آدمی بغیر استحقاق کے دوسرے کے حق میں بے ایمانی اور خیانت کرے اس کا کیا انجام ہوگا۔ کیا ہم نے بھی اولاد کے بارہ میں جو ذمہ داری ہمیں اللہ ورسول نے سونپی ہے اسکی ادائیگی کی طرف ذرہ برابر توجہ دی ہے، اللہ کے لاتعداد انعامات میں اولاد بھی بہت بڑی نعمت اور اللہ کی امانت

ہے، اس امانت کی پرورش، تربیت بھی اولاد کے خالق حقیقی کے بتائی ہوئی گائیڈ لائن کے مطابق کرنی ہے، اگر انکی نشو ونما دین کے مطابق کرنے کیلئے شعور کے ابتداء ہی سے ان کے کردار کو اسلامی ڈھانچے میں ڈالنے کی کوشش کی خود بھی اپنی اولاد کے سامنے ایک نیک سیرت، باکردار، امانت و دیانت کا حامل اور اسلامی احکامات کے پابند شخص کی حیثیت سے ڈٹے رہے تو بچوں میں نقالی کی جو صفت وعادت ہے وہ بھی انہی اعمال وحرکات کو اپنا کر بچپن سے صراط مستقیم کا انتخاب کرلینگے۔ ایسا خوش قسمت فرد امانت کا حق ادا کر کے دنیا وآخرت میں فوز وفلاح کا حقدار ہوگا۔ لیکن والدین اگر اس بیش قیمت اور حسین وجمیل امانت سے غافل رہ کر نہ خود اپنے آپ کو اولاد کے سامنے مثالی مسلمان کے طور پر پیش کرسکیں اور نہ اولاد کی صحیح، اسلامی فطرۃ کے مطابق تربیت کو امانت میں خیانت سمجھا، تو یہی خیانت اس بدقسمت شخص کیلئے دنیا و آخرت کے زیان وتباہی کا بہت بڑا سامان ہوگا۔ اللہ ہم اور آپکو اولاد کی تربیت کے بارے میں اس خیانت سے بچائے رکھے۔

امانت وحسن معاملہ کا مقام: محترم حسن اخلاق اتنا خوشنما، دل کش اور ایمان سے بھرپور موضوع، اور تن آور درخت ہے، جسکی ٹہنیاں اپنے اندر عجیب وغریب خوبیاں سمیٹی ہوئی ہیں اور پھر ان شاخوں میں امانت وحسن معاملہ کو جو مقام حاصل ہے ہماری معاشرتی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں مذہب وشریعت نے ہمیں اس پر پابند رہنے کی تلقین نہ کی ہو

روز جزا خائن کی ذلت: اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ انسان کے فطرت میں جلد بازی ہے مگر اللہ کا معاملہ انسانوں سے مختلف ہے، انسان جب گناہ کرتا ہے، فوری طور پر اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ نہیں کرتا وہ توّاب ورحیم ہے، ممکن ہے کہ گناہ کرنے والا پشیمان ہوکر رجوع الی اللہ کر کے تائب ہوجائے توبہ صدق دل سے ہو تو معافی سے نوازا جاتا ہے، توبہ کرنے کی بجائے اگر گناہ پر اصرار کرتا رہے تو اللہ ایک طویل مہلت دینے کے بعد جب مواخذہ شروع کرنا چاہے تو اکثر گرفت اس عالم دنیا سے شروع کر کے وہیں سے ذلت ورسوائی شروع ہوجاتی ہے، یہی کیفیت خائن کی بھی ہے۔ بسا اوقات اس دنیا میں بے عزتی ورسوائی سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اور اس کے ساتھ روز قیامت اولین وآخرین کے سامنے ذلیل ہونے سے بچنے کی کوئی راہ نہیں۔ محسن کائنات کا فرمان ہے: **وعن عبادة بن الصامت ان النبی ﷺ کان یقول ادو الخیاط والمخیط وایاکم والغلول فانه عار علی اهله یوم القیامة (رواه النسائی)**

ترجمہ: حضرت عبادۃ بن صامتؓ آنحضور ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کرتے تھے کہ دھاگے اور سوئی کی بھی ادائیگی کرو (اگر ان میں کسی اور کا بھی حق ہو اور آپ نے بغیر اجازت بطور خیانت لیا ہو) اور تم (لوگ مال غنیمت یا مال مشترکہ) میں خیانت سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ یقینی اور حتمی طور پر خیانت کیا ہوا شئی اس خائن کیلئے قیامت کے روز اس کی رسوائی اور بے عزتی کا سبب بنے گا۔ ذرہ برابر فہم وفراست رکھنے والے شخص کیلئے عبرت و نصیحت کا بڑا سامان حضور ﷺ کے اس ارشاد میں موجود ہے کہ سوئی اور دھاگے جیسے معمولی چیز کا مواخذہ اس عبرتناک

اور ذلت آمیز انداز میں ہوگا تو کسی کے مال دولت وجائیداد وغیرہ ہڑپ کرنے والوں کا انجام کتنا بڑا ہوگا۔

اخلاق حسنہ دین کی بنیاد: اگر ایک شخص دن کو روزہ رکھے اور ساری رات عبادت، ذکر واذکار اور تہجد میں گزارے ان اعمال کے باوجود امانت ودیانت کے حسین اخلاق کا اس کی نظر میں کوئی وقعت اور اہمیت ہی نہ ہو تو شریعت کی نظر میں اس کی عبادات کی کوئی قدر وقیمت نہیں۔ آپ حضرات کو کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ اسلام کے کامل ومکمل اور مضبوطی کا دارومدار اخلاق کی پائیداری اور مضبوطی پر ہے، دین کی بنیاد ہی اخلاق حسنہ پر قائم ودائم ہے۔

اکابر کی تاریخ سے واقفیت: مادہ پرستی، مال ودولت اور منصب وجاہ کی محبت نے ہمیں اس قدر غافل کر دیا کہ اپنے محسن انسانیت ﷺ، اسکے صحابہ کرامؓ تابعینؒ، ائمہ کرامؒ، صلحائے امت اور اپنے اکابر کے تاریخ سے واقفیت کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے کہ انہوں نے نہ صرف انسانوں بلکہ حشرات الارض اور چوپایوں سے بھی اخلاق عالیہ کا مظاہرہ فرما کر گناہوں کے دلدل میں ڈوبے ہوئے انسانیت کو ذلت وبربادی سے نکال کر اشرف المخلوقات کے اعلیٰ مقام تک پہنچا دیا، اگر میں کہوں کہ جس شخص میں اخلاق نبوی کا ظہور نہیں اسے اپنے آپ کو انسان کہنے کا حق بھی نہیں۔ بجا ہوگا، دارومدار عمل پر ہے صرف دعوے پر نہیں کہ اپنے کو ''امین'' کہتے کہتے تھکتے نہیں مگر جب آزمائش اور امتحان کا وقت آئے تو خیانت کے بدترین خون سے اپنے آپکو امانت دار کہنے والے کا بدن سر سے قدموں تک رنگین ہوتا ہے

عجز وانکساری اور تواضع: اخلاق حسنہ کے لاتعداد خوبیوں اور اوصاف جلیلہ میں قابل تعریف ورشک خوبی یہ ہے کہ انسان کی طبیعت میں تواضع ہو، عجز وانکساری اور خاکساری سے پیش آنا، تواضع ہی کی وجہ سے ہوتی ہے یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ تواضع سے مراد وہ مصنوعی انکساری جو صرف لوگوں کے دکھاوے کے لئے ہو اپنے تقریر وتحریر اور حرکات وسکنات میں اوروں کو اپنے طرف مائل کرنے۔ اپنی بزرگی اور شیخی سے دوسروں کو اپنے دام میں پھنسانے کیلئے تواضع کا انداز اختیار کیا جائے ''اللہ علیم بذات الصدور'' ہے وہ ہمارے دلوں کے چھپے ہوئے رازوں سے بھی آگاہ ہے ان جعلی اور مصنوعی حرکات واعمال کو عجز وانکساری کا رنگ دیکر اوروں کو تو کچھ وقت کیلئے مغالطہ میں مبتلا کیا جاسکتا ہے مگر اللہ سے اس قسم کی عجز وانکساری پر اجر وصلہ کا حقدار بننا خام خیالی کے علاوہ کچھ نہیں۔ اپنے آپ کو حقیر وخطا کار سمجھنا یہ ہے کہ میری ذاتی کوئی حیثیت اور حقیقت نہیں نیکی وبھلائی کے جو امور کر رہا ہوں اور جن گناہوں سے بچتا ہوں اسمیں میرا کوئی کمال نہیں یہ اللہ ہی کی کرم، شفقت، مہربانی اور توجہ اور توفیق کا نتیجہ ہے۔

برائیوں کی جڑ تکبر: تواضع کے مقابلے میں تکبر ہے کہ انسان اپنے علاوہ ساری مخلوق کو بے وقعت حقیر سمجھ کر کسی کو انسان کا درجہ دینے کیلئے تیار نہ ہو سارے برائیوں کی جڑ تکبر ہے جس کی ابتداء شیطان ملعون سے ہوئی۔ اپنے کو بلند وبالا سمجھ کر اللہ کا حکم ماننے سے انکار کیا صرف انکار پر اکتفاء نہیں بلکہ اسکے لئے بے بنیاد حیلے وحجت تلاش کرنے لگا۔ نتیجہ کیا نکلا کہ درگاہ ربانی سے ملعون، مردود اور رجیم جیسے مذموم اور قبیح القاب سے تا قیامت یاد ہوگا۔

مسجود ملائکہ: جبکہ ابوالبشر سیدنا حضرت آدمؑ اللہ کے حکم کے سامنے اپنے عقل کو استعمال کرنے کی بجائے اپنے عجز وانکساری وتواضع کا اظہار فرما کر مالک کائنات سے مغفرت کے طالب ہوئے۔ جس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو مسجود ملائکہ جیسے عظیم انعامات سے مالا مال کر کے منصب جلیلہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بندگی کے اقرار کی بدولت ہر مسلمان جب حضرت آدمؑ کا نام سنتا ہے اس کا سران کے احترام اور عظمت میں جھک کر بلا اختیار زبان پر علیہ السلام جیسے مقدس دعا کہنا شروع کر دیتا ہے۔

سرور کائنات کی تواضع: احمد مجتبیٰ، رحمت دو عالمؐ کے قول وفعل، چلنے پھرنے، بیٹھنے کھانے پینے غرض ہر معاملے میں تواضع کا پہلو نمایاں ہوتا تواضع وانکساری کے آخری مقام تک پہنچ کر دوسرے کے راحت وسکون کیلئے اپنے آرام وسہولت کو قربان کر دیتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بدر کے موقع پر ان کے ایثار وخاکساری کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کرر ہے ہیں: **وعن عبداللہ بن مسعودؓ قال کنا یوم بدر کل ثلاثة علی بعیر فکان ابولبابة وعلی بن أبی طالب زمیلی رسول اللہ ﷺ قال فکانت إذا جاء ت عقبة رسول اللہ ﷺ قال نحن نمشی عنک قال ماانتما باقوی منی وماأنا باغنی عن الاجر منکما(رواه شرح السنة)**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر (کمزوری ووسائل کی کم یابی کی وجہ سے) ہماری یہ حالت تھی کہ ہم میں سے تین آدمی (باری باری) ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ ابولبابہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک اونٹ پر شریک سفر تھے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب اونٹ سے رحمۃ دو عالم ﷺ کے اترنے کا موقع آیا تو ابولبابہؓ اور حضرت علیؓ حضور کی خدمت میں پیشکش کرتے کہ آپ ﷺ بدستور سواری پر سفر جاری رکھیں آپ کی جگہ ہم پیدل چلیں گے (قربان ہو جائیں امام الانبیاء پر) فرمانے لگے کہ نہ تو تم مجھ سے زیادہ پیدل سفر کرنے کی طاقت رکھتے ہو اور نہ میں زیادہ ثواب حاصل کرنے میں تم سے مستغنی ہوں۔

بلند اخلاق کا اعزاز: محترم ساتھیو! اس عظیم المرتبت شخصیت کے کہ آخرت میں مقام محمود حاصل کرنے کی خوشخبری کے باوجود عجز وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے آخرت کے مزید اجر وثواب کے حصول کے پھر بھی خواہاں ہیں۔ اللہ کے راہ میں بے پناہ مصائب برداشت کرنے کے بعد عجب اور خود پسندی جیسے عیوب سے محفوظ رہے۔ اللہ کے نزدیک اپنے بندے کی محبوب ترین ادا وہ ہے جس میں بندہ اسکے سامنے عبدیت کی حیثیت سے اپنی شناخت کرے۔ مسلمان پر لازم ہے کہ اس کا اٹل عقیدہ ہو کہ انبیاء ورسل گناہ اور خطاء سے محفوظ ہیں اسکے باوجود سرور کائنات ﷺ اللہ کے خدمت میں اپنے عبد ہونے کا اقرار اپنے احتیاج اور اپنے بے چارگی کا اظہار نہ صرف اس واقعہ میں بلکہ ہر مقام پر فرمایا کرتے تھے۔ آج کی دنیا میں معمولی عہدہ ومنصب میں مبتلا فرد کے بارہ میں یہ تصور کرنا بھی لوگ گناہ سمجھتے ہیں کہ افضل پیدل چل رہا ہو اور مفضول سواری پر رواں دواں ہو۔ یہاں تو حالت یہ ہے اگر کسی پر چند دن کیلئے معمولی وزارت کی چھاپ لگ جاتی ہے وہ اکیلئے گاڑی کی سیٹ پر بیٹھنا اپنے مصنوعی عظمت کے لئے ضروری اور اپنا پروٹوکول سمجھ کر اپنے

سے کم عہدہ کا بیٹھنا اپنے ساتھ برداشت نہیں کرتا۔ اپنے سے کم درجے کی دعوت پر شرکت کرنا اپنا توہین جان کر حقارت سے مسترد کرنا تو آج کا معمول بن گیا ہے حالانکہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے آنحضرت ﷺ جو کہ امت کیلئے اللہ کے ارشاد کے مطابق اعلیٰ ترین نمونہ ہیں جسے اپنا کر دنیا و آخرت میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکے ان کا اس سلسلہ میں بھی عمل و کردار آپ کے بلند اخلاق کا مظہر اور امت کیلئے زندگی کے ہر موڑ پر یہ سبق دینا تھا کہ شان وشوکت کیساتھ رہنا، لوگوں پر اپنی بڑھائی، رعب و دبدبہ جمانا ایک اچھے اخلاق حاصل کرنے والے کیلئے غیر مناسب، مذموم اور مکروہ عادات ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے اخلاق حسنہ کی مثال: حضور ﷺ کے خادم خاص حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ کے بعض اخلاق حسنہ کے بارہ میں جن میں ان کی خاکساری، غریب پروری، اور غمگساری کا اظہار ہو رہا ہے فرماتے ہیں:

عن انس یحدث عن النبی ﷺ انه کان یعود المریض ویتبع الجنازة ویجیب دعوة المملوک ویرکب الحمار ولقد رأیته یوم خیبر علی حمار خطامه لیف.

ترجمہ: حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ کے خلق عظیم) کا ذکر کرتے ہوئے گویا ہیں کہ آپؐ بیمار کی عیادت کرتے، جنازہ کے ساتھ جاتے غلام کی دعوت بھی قبول فرماتے، گدھے پر سوار ہونے کو (کبھی) عار نہ سمجھتے غزوہ خیبر کے دن میں نے حضور ﷺ کو ایک گدھے پر سواری کرتے ہوئے دیکھا جسکی ناک اور گلے میں پڑی رسی کھجور کی پوست سے بنی ہوئی تھی۔

محترم حاضرین! جس اخلاق کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کے جن اعمال طیبہ کا ذکر مذکورہ حدیث میں کیا گیا ہے وہ تمام افعال صرف اللہ کے رضا اور خوشنودی کیلئے فرمایا کرتے تھے ان کے مدنظر ہر موقع پر یہ اپنا یہ فرمان ہوتا کہ

''الخلق عیال الله وأحب الخلق إلی الله من أحسن إلی عیاله'' ترجمہ: تمام مخلوق اللہ کے عیال ہیں ان میں سے اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو اسکے عیال کو زیادہ فائدہ پہنچاوے۔

رضائے الٰہی: محسن انسانیت نے اگر کسی کے جنازہ میں شرکت کی یا کسی بیمار کی عیادت کی، ناتواں غریب ولاچار کی دعوت قبول کی، خچر اور گدھے پر سواری فرمائی، مقصد تخلوق .... کی خوشنودی یا کسی کا بدلہ چکانا نہ ہوتا خالصۃ اللہ کی خوشنودی اور رضا مطمح نظر ہوتی یہی وجہ ہے کہ ان اکثر امور میں رنگ ونسل اور مذہب و دین کی تمیز نہ کرتے ہوئے تمام مخلوق جو روئے زمین پر رہتی اور خدمت اور اخوت کی مستحق ہوتی ان کی ممکنہ خدمت کیلئے پہنچتے کبھی یہ خیال نہ فرمایا کہ دعوت کرنے والا معمولی یا مردہ جس کی نماز ادا کی جارہی ہے معاشرہ کا کمتر فرد ہو جو سواری استعمال ہے اسے حقیر اور معمولی سمجھا جارہا ہے کاش آج مسلمان حضور ﷺ کے انہی تعلیمات پر عمل کرتے۔ کفار واغیار مسلمانوں کے اپنے کردار، دین سے نادانستگی اور لاپرواہی کی وجہ سے اسلام پر انگلیاں نہ اٹھاتے۔ محسن انسانیت کی تعلیمات افکار، نظریات تو انسان کی اپنی فلاح و بہبود اور تہذیب واخلاق کی نشان دہی کرتی ہے۔

رحمت دو عالم کی عظمت و مقام: رب العالمین کے بعد کائنات میں سب سے اعلیٰ وارفع مقام وحیثیت

محسن انسانیت ﷺ کی ہے، اس کے باوجود تواضع وانکساری کی حالت یہ تھی کہ ایک شخص ملاقات کی نیت سے آئے' آنے والے پر نبوت ورسالت کا عظمت ورعب طاری ہو کر کانپنے لگا رحمت دوعالم ﷺ نے اس کی گھبراہٹ ختم کرانے کیلئے فرمایا مت گھبراؤ۔ میں بادشاہ نہیں ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی ہے۔ لوگوں نے اپنے لئے بڑے بڑے نام نہاد، دانشور، مصلحین اور قائدین کا انتخاب کیا مگر کسی میں ہمت اور طاقت ہے جو رحمت دوعالم ﷺ جیسے متواضع، منکسر المزاج، غریبوں اور لاچاروں کا غمخوار اور ہم نشین پیش کریں جو مدینہ کی ایک نیم پاگل عورت جس کے دماغ میں فتور تھا محبوب ربانی کے خدمت میں آکر کہنے لگی یا محمد! مجھ کو تجھ سے کچھ کام ہے قربان جائیں امام الانبیاء فرمانے لگے جہاں مجھے کہو میں حاضر ہونے کو تیار ہوں۔ وہ آپ ﷺ کو ایک گلی میں لے گئی وہیں اس غریب اور مصیبت کی شکار عورت کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر اس کی جو ضرورت تھی اس کی انجام دہی فرمائی۔ آج اگر ایک حقیقی سائل چھوٹے افسر اور عامل کے راستے میں عرضی ہاتھ میں لے کر کھڑا ہو جائے تو اس کے آگے پیچھے ہٹو بچو کی ڈیوٹی پر مامور لوگ اس کی جو درگت بنا دیتے ہیں وہ خبریں روزانہ اخبارات کی زینت بن کر آپ پڑھتے رہتے ہیں۔

<u>مسلمانوں کی دلجوئی کا نمونہ:</u> کبھی ایسا بھی ہوا کہ کسی نے اعلیٰ عمدہ اور بیش قیمت کپڑا بطور ہدیہ پیش کیا جس کا استعمال حرام نہ تھا تو ہدیہ پیش کرنے والے کی دلجوئی اور یہ ظاہر فرمانے کیلئے کہ اس کپڑے کا استعمال جائز ہے کچھ دیر پہن کر پھر دوسرے صحابہ کو ہدیہ کے طور پر عطا فرماتے۔

<u>سرور کائنات کی دنیا سے بے رغبتی:</u> آنحضرت ﷺ کا اپنا طریقہ اور معمول تو جو چند واقعات آپ کو سنادئے کہ دنیا اور زندگی سے استغناء بے پرواہی اور دنیا کے مال ومتاع اور لذتوں سے اعراض تھا مگر ایک مسلمان کے اخلاص اور دلداری کی بھی ان کے دل میں بے حد قدر ومنزل تھی ورنہ حضرت کا بچھونا اور تکیہ تو بقول حضرت عائشہؓ عن عائشہ قالت کان فراش رسول اللہ ﷺ الذی ینام علیہ ادم حشوہ لیف (رواہ بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرما رہی ہے کہ رسول کریم ﷺ کا بچھونا چمڑے کا بنا ہوتا تھا اور اس میں روئی (بال اور نرم چیز) کے بجائے (کھجور کے درخت کی) چھال بھری ہوئی تھی۔ اور تکیہ۔ عن عائشہؓ قالت کان وسادہ رسول اللہ ﷺ الذی یتکئی علیہ من ادم حشوہ لیف (رواہ مسلم) ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ بیان فررہی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جس پر آپ تکیہ فرماتے تھے چمڑے سے بنا ہوا تھا اس میں بھی (روئی کے بجائے) کھجور کی چھال تھی''

محترم دوستو! یہ ہے وہ حسن اخلاق، سادگی اور تواضع ورنہ ان کو اگر اس دنیا کی عیش وعشرت اور آرام طلبی سے ذرہ بھر خواہش اور محبت ہوتی تو ان کا مرتبہ ومقام جیسے تمام مخلوقات سے بلند وبالا تھا تو ان کے معمولی خواہش پر دنیا کے وہ بہترین اشیاء رب کائنات ان کیلئے پیدا فرماتے جن کا موجودہ دور کا انسان تصور بھی نہ کرتا۔ اعلیٰ ترین اخلاق کے ذیل میں جو فرائض واعمال انسان پر لازم ہیں زندگی بھر محسن انسانیت ﷺ ان پر کاربند رہے۔ مالک الملک مجھے اور آپ سب کو یہی اخلاق جمیلہ اختیار کرنے کے قوت وطاقت دیکر ان پر کاربند رہنے کی توفیق نصیب فرمادیں آمین۔

ڈاکٹر محمود حسن الہ آبادی

مسئلہ تصویر کے مختلف پہلو

اور علماء کے اجتہادی افکار

مجسمہ سازی، تصویر کشی، فوٹو گرافی (کیمرہ کی تصویر)، عکسی تصویر (سینما ٹو گراف)، متحرک تصویر (ویڈیو گرافی) اور نقاطی تصویر (Digital Photography) یہ سب ایک ہی شجر خبیثہ کی شاخیں اور برگ و بار ہیں، جن کی فنون لطیفہ (Fine Arts) کے نام سے پوری دنیا میں سرپرستی کی جارہی ہے۔ موجودہ زمانے میں کچھ جائز ضرورتوں اور Internet سے فائدہ اٹھانے کی خاطر علمائے کرام کے درمیان گفتگو ہوتی رہی ہے اور انھوں نے نہایت دیانت داری کے ساتھ نصوص کی روشنی میں موجودہ صورت حال کو قابل قبول بنانے کے لیے ہر ممکن اجتہاد سے کام لیا ہے۔ ٹکٹ، سکہ اور نوٹ کے استعمال کی خاطر تصویروں کو پہلے ہی اضطراراً جائز قرار دیا گیا تھا، لیکن اس وقت صورت حال یہ ہے کہ شناختی کارڈ، پاسپورٹ، رجسٹری وغیرہ کے علاوہ گھر گھر ٹی وی، ویڈیو، سی ڈی، ڈی وی ڈی اور انٹرنٹ پر تصویروں کا وہ سیلاب آگیا ہے جس سے بچنا ناممکن ہوگیا ہے۔ صورت حال ناگوار یقینا ہے، لیکن حتی الامکان اس کی اصلاح کر کے اس سے فائدہ اٹھانا بالخصوص تبلیغ دین کے لیے اس وقت ضروری سمجھا جانے لگا ہے۔ عوام الناس کا یہ حال ہے کہ ان کے ذہنوں میں یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ تصویروں میں کوئی شرعی قباحت بھی ہے کیوں کہ استمرار اور تسلسل کے ساتھ تصویروں کے دیکھنے اور مصوّر اشیاء کے کثرت استعمال، شادیوں اور مذہبی، ادبی نیز سماجی پروگراموں کی ویڈیو گرافی سے تصاویر کے قابل حذر ہونے کا تصور عوام تو عوام، بلکہ خواص کے ذہنوں سے بھی محو ہو چکا ہے۔ اسکولوں میں بچوں کو تصاویر کے ذریعہ تعلیم دی جارہی ہے اور جان داروں کی تصویر کشی تو اب داخلِ نصاب ہے۔

ان ناگزیر حالات میں، جب کہ مسلمانوں اور اسلام پر حکومتوں اور میڈیا کے حملوں میں بے انتہا تیزی آگئی ہے، یہ ضروری ہوگیا ہے کہ علمائے کرام وقت کے سیلاب کو روکنے کے لیے تصویر کے جائز اور واقعی ضروری استعمال کے جواز یا عدم جواز پر اجتماعی طور سے غور کریں۔ گزشتہ صدی کی آٹھویں دہائی میں جماعت اسلامی پاکستان نے اس مسئلہ میں بحث وتمحیص کے بعد ایک موقف اختیار کیا (اس کا ذکر آگے آرہا ہے)۔ ۲۰۰۷ء میں پاکستان کے جملہ مکاتب فکر کی سرکردہ علمی شخصیات پر مشتمل 'ملی مجلس شرعی' کے نام سے ایک مستقل پلیٹ فارم تشکیل دیا گیا، جس کا ہدف یہ تھا کہ فروعی اختلافات سے بالاتر رہتے ہوئے عوام الناس کو اسلام کی روشنی میں درپیش جدید مسائل کا حل پیش کیا جائے۔ اس

مجلس کے دوسرے اجلاس منعقدہ ۴رنومبر ۲۰۰۷ء میں وسیع پیمانہ پر تمام مکاتب فکر کے علماء کا ایک نمائندہ سیمنار منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔ یہ سیمنار ۱۳راپریل ۲۰۰۸ء کو مفتی محمد خاں قادری کی درس گاہ جامعہ اسلامیہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں منعقد ہوا، جس میں بریلوی مکتب فکر کے چار علماء، دیوبندی مکتب فکر کے پانچ علماء اور اہل حدیث مکتب فکر کے چار علماء کے علاوہ جماعت اسلامی کی طرف سے شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک نے نمائندگی فرمائی۔ اس سیمنار کی رپورٹ اور سیمنار میں پیش کیے گئے چند مضامین پر مشتمل ماہنامہ 'محدث' لاہور نے ایک خاص نمبر شائع کیا ہے جو مئی، جون ۲۰۰۸ء کے مشترکہ شمارہ پر مشتمل ہے۔ اس سیمنار کا حاصل ایک متفقہ قرارداد کی شکل میں سامنے آیا، جو درج ذیل ہے۔

''دعوت واصلاح اور اسلامی مقاصد کے حصول خصوصاً اسلام کے دفاع اور دین مخالف پروپیگنڈہ کا جواب دینے کے لیے الیکٹرانک میڈیا کا استعمال جائز ہے، خواہ بہ اکراہ ہی کیوں نہ ہو''۔ اس پر مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء نے دستخط کیے۔

مذکورہ قرارداد کا قدرے تفصیلی تجزیہ حافظ صلاح الدین یوسف کی قرارداد میں ہے، جسے پیش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی، کیوں کہ منظور شدہ قرارداد ان تمام نکات کو محیط ہے۔ یہ قرارداد درج ذیل ہے:

☆ تصویر کی حرمت قطعی اور ابدی ہے۔ اس کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

☆ تصویر ہاتھ سے بنی ہو، یا کیمرے کے ذریعہ سے، دونوں میں کوئی فرق نہیں اور دونوں یکساں طور سے حرام ہیں۔

☆ آج کل بعض لوگ دینی رہنماؤں، بزرگوں اور پیروں کی تصویریں فریم کرا کے دوکانوں اور گھروں میں آویزاں کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض علماء اور نعت خوانوں کی تصاویر پر مبنی عام اشتہارات شائع ہو رہے ہیں۔ یہ سب ناجائز اور حرام ہے۔

☆ تاہم ٹی وی وغیرہ پر لادینیت کی جو یلغار ہے اس کے سدباب کے لیے علماء کے تبلیغی پروگراموں میں حصہ لینے کی اسی طرح گنجائش ہے جیسے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ کے لیے بہ امر مجبوری تصویر کا جواز ہے۔

قرارداد میں مولانا عبدالعزیز علوی نے ایک جملہ کا اضافہ فرمایا ہے۔ وہ اس طرح ہے:

''میڈیا پر جو تصاویر آتی ہیں ان کو ناجائز اور حرام سمجھتے ہوئے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (مگر جس کے ساتھ زبردستی کی گئی ہو، حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو) کے پیش نظر میڈیا سے دفاع اسلام درست ہے''۔

مذاکرہ میں جناب جاوید احمد غامدی اور ان کے ادارہ 'المورد' کے اس نقطۂ نظر کو بالکل قابل اعتنا نہیں سمجھا گیا کہ مجسموں اور تصاویر کا بنانا اور رکھنا نہ صرف جائز ہے، بلکہ مستحسن اور مطلوب ہے، کیوں کہ اللہ جمیل ہے اور وہ جمال سے محبت کرتا ہے۔ ان کے نزدیک تصویر روح کی غذا ہے۔ (بجا طور سے کسی نے پوچھا کہ کہیں یہ بدروح کی غذا تو نہیں ہے؟) جائز اس لیے کہ جب یہ چیز ایک پیغمبر (حضرت سلیمان علیہ السلام) کے لیے جائز تھی تو دوسرے پیغمبروں کے

لیے ناجائز اور حرام کیسے ہوسکتی ہے؟ ان کا اشارہ سورۂ سبا کی آیت نمبر ۱۳ کی طرف ہے۔ [۱] اس آیت میں لفظ 'تماثیل' استعمال ہوا ہے جس کا ترجمہ بالعموم 'تصویریں' یا 'مجسمے' کیا جاتا ہے، لیکن مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اس کا ترجمہ 'نقشے' کیا ہے۔ اس لفظ کی تاویل میں علماء کے تین گروہ ہیں۔ (۱) پہلا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ گزشتہ انبیاء کی شریعتوں میں جان دار کی تصویروں کا بنانا جائز تھا، جو آخری شریعت میں منسوخ ہوگیا۔ بہت سے مفسرین اسی کے قائل ہیں۔ (۲) دوسرا گروہ 'تمثال' سے غیر جان دار کی تصویر مراد لیتا ہے، کیوں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں جان دار کی تصویر بنانا حرام تھا۔ [۲] مولانا مودودیؒ اسی کے قائل ہیں۔ (۳) تیسرا گروہ 'تماثیل' کا ترجمہ لفظ 'نقشہ' سے کرتا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ قلعہ سے متعلق نقشہ ہوتا ہے، تصویریں نہیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے یہی تاویل اختیار کی ہے۔ [۳]

ماہنامہ 'محدث' (لاہور) کے شمارہ جون ۲۰۰۸ء میں، جو اس سیمینار کی روداد پر مشتمل ہے، اس کے مدیر حافظ حسن مدنی نے بائیس صفحات کے طویل افتتاحیہ میں تمام پیش کردہ مقالات کی تلخیص کی ہے اور سات اہم مقالات کو شائع بھی کیا ہے۔ یہاں ان کے تجزیہ اور تبصرہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مطبوعہ مقالات کے دلائل کے علاوہ اس روداد کی تلخیص بھی پیش کی جارہی ہے۔

فاضل مدیر کے نزدیک سیمینار میں پیش کیے گئے مقالات اور مباحث کے نتیجہ میں علماء کا اس بات پر اتفاق ہوا ہے کہ فی زمانہ تبلیغ دین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ٹی وی پر آنا جائز ہے، لیکن دلائل اور حدود میں ان کے درمیان تین گروہ ہیں، جن کے نقطہ ہائے نظر درج ذیل ہیں:

(۱) اصلاً تو یہ حرام ہے، اس لیے ٹی وی پر آنا بھی ناجائز ہے، لیکن تبلیغ اسلام کے لیے بعض خارجی وجوہ کی بنیاد پر اسے گوارا کیا جائے گا۔ (۲) تصویر اور ٹی وی کے احکام میں فرق ہے۔ تصویر اصلاً حرام ہے، لیکن ٹی وی اور ویڈیو کی تصویر اس شرعی حرمت میں شامل نہیں ہے۔ اپنی اصل کے اعتبار سے جدید الیکٹرانک میڈیا پر آنا شرعاً جائز ہے۔

(۳) تصویر کے حکم میں فوٹوگرافی شامل ہی نہیں، یہ صرف عکس ہے۔

گروہ اول: پہلے گروہ کے نزدیک پہلے اور اب کی تصویر میں چاہے نوعی فرق ہو، لیکن حکم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیوں کہ شریعت کا حکم قیامت تک کے لیے ہے۔ حرمت کے وجوہ فوٹوگرافی میں کاملاً اور ویڈیو میں اکمل طور پر پائے جاتے ہیں اور یہ تمدنی ترقی کا مرہون منت ہے۔ لغت اور شریعت میں دونوں کے لیے لفظ 'تصویر' ہی استعمال ہوگا۔ لیکن اس گروہ میں بھی دو ذیلی گروہ ہیں:

پہلا گروہ حدیث کے ظاہر الفاظ سے استدلال کرتا ہے۔ گڑیوں کے جواز کی دلیل بھی حدیث کے ظاہری الفاظ ہی ہیں۔ ان کے نزدیک ٹی وی یا میڈیا پر تبلیغ اسلام کے لیے آنا بھی بہ وجہ اضطرار ہے، جیسے سکوں، پاسپورٹ،

شناختی کارڈ یا سرکاری دستاویزات میں فوٹو کا استعمال۔ یہ اضطرار عورتوں کے غیر محرم ڈاکٹروں سے علاج کرانے کے مترادف ہے۔ دوسرا گروہ دین میں فقاہت کو باعثِ خیر و برکت قرار دیتا ہے۔ اس لیے الفاظ کے بجائے وہ حدیث کی حکمتوں پر غور کرتا ہے۔ یہ رویہ فقہائے محدثین سے قریب تر ہے۔ ان کے نزدیک وہ تصاویر، جن سے دینی مقاصد پورے نہ ہوتے ہوں، لازماً حرام ہیں، لیکن جو شرعی مقاصد بغیر تصویر کے پورے نہ ہوتے ہوں ان کی تکمیل کے لیے ویڈیو اور فلم بندی وغیرہ گوارا ہے۔ بعض علمائے شریعت کے نزدیک اخف الضررین مصلحت اور سدِ ذریعہ کے تحت حالات وظروف کے مطابق دفاعِ اسلام اور تعبیرِ دین کا مؤثر طریقہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ پہلے ذیلی گروہ کے موقف میں اضطرار کا اور دوسرے ذیلی گروہ کے موقف میں استثناء کا اصول کارفرما ہے۔

پہلے ذیلی گروہ کے مؤیدین میں حافظ عبدالعزیز علوی، حافظ صلاح الدین یوسف اور مولانا رمضان سلفی (تینوں اہل حدیث)، مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی (بریلوی) اور مولانا رشید میاں تھانوی (دیوبندی) کے نام ہیں۔ دوسرے ذیلی گروہ کے مؤیدین میں مولانا محمد شفیق مدنی اور حافظ عبدالرحمن مدنی (دونوں اہل حدیث) ہیں۔ ان دونوں گروہوں کی توجیہ وتعلیل میں اختلاف ہے، لیکن نتیجہ وفتویٰ میں دونوں یکساں ہیں۔

فاضل مدیر نے افادۂ عام کی غرض سے بعض عرب علماء کی رائیں بھی نقل کی ہیں، جن کا یہاں تذکرہ کرنا حسب حال ہوگا:

☆ شیخ ناصرالدین البانیؒ فرماتے ہیں: ''اگرچہ ہم تصویر کی ہر دو نوع (تصویر بنانا اور لٹکانا) کی حرمت کے پورے وثوق سے قائل ہیں، لیکن اس کے باوجود ایسی تصویر جس سے کوئی یقینی فائدہ حاصل ہوتا ہو اور اس سے کوئی شرعی ضرر لاحق نہ ہو، اپنانے میں کوئی مانع نہیں سمجھتے، بشرطے کہ یہ فائدہ اس جائز طریقہ کے سوا حاصل ہونا ممکن نہ ہو، جیسے کہ طب وجغرافیہ میں تصویر کی ضرورت پیش آتی ہے، یا مجرموں کو پکڑنے اور ان سے بچاؤ وغیرہ کے سلسلے میں، تو یہ تصویریں شرعاً نہ صرف جائز، بلکہ بسا اوقات واجب بھی ہو جاتی ہیں''۔ اس کی دلیل میں دو حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ ایک میں حضرت عائشہؓ کے گڑیاں بنانے کا اور دوسری میں حضرت ربیع بنت معوذؓ کا بچوں کیلئے روئی کے کھلونے بنانے کا ذکر ہے۔ پھر وہ اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ''یہ دونوں احادیث جواز تصویر اور استعمال پر دلیل ہیں، بشرطے کہ اس سے کوئی تربیتی مصلحت پوری ہو رہی ہو یا کسی فرد کے تہذیب وسلیقہ اور تعلیم میں مدد ملتی ہو۔ اس جواز میں تصویر کشی اور تصاویر کی وہ صورتیں بھی ملحق ہو جاتی ہیں جن میں اسلام یا مسلمانوں کی کوئی دینی مصلحت پائی جاتی ہو۔ البتہ اس کے ماسوا امور میں تصویر کی حرمت اپنی جگہ قائم ودائم رہے گی، مثلاً مشائخ، بڑی ہستیوں اور دوستوں وغیرہ کی تصویر کشی جس میں بتوں کے پجاری کفار کی مشابہت کے سوا کوئی دینی فائدہ حاصل نہیں ہوتا''۔[۱۲]

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ البانی کا موقف دوسرے ذیلی گروہ والا ہے۔

مفتیٔ اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن بازؒ فرماتے ہیں: ''گزری باتوں کے محفوظ کرنے کے لیے بنائی گئی

تمام تصاویر کو جلا کر یا پھاڑ کر تلف کر دینا ضروری ہے، البتہ ایسی تصاویر جن سے کوئی شرعی ضرورت پوری ہوتی ہو، مثلاً لوگوں (یا مجرموں) کی شناخت وغیرہ جیسی ضرورتیں، تو ان کو محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ ۵؎

سعودی عرب کے متبحر عالم دین شیخ ابن جبرین کا موقف بھی تصویر کی حرمت پر دوٹوک ہے۔ البتہ وہ بھی اضطراری صورت میں تصویر کو جائز قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں: ''فی زمانہ کرنسی نوٹوں پر حکم رانوں کی تصاویر ممانعتِ تصویر کے شرعی حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ ایسے ہی پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ، جن کو ساتھ رکھنے کی ضرورت اور تمدنی حاجت ہے، اس استثناء میں شامل ہیں۔ البتہ یاد رہے کہ ان کا جواز اسی حاجت تک محدود رہے گا''۔ ۶؎

شیخ محمد علی صابونی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''بلکہ تصویر کی اجازت کے سلسلہ میں ضرورت کی حد تک ہی محدود رہا جائے گا، جیسے کہ شناختی ضرورت یا ایسی کوئی دنیوی مصلحت ہو جس کے لوگ محتاج ہوتے ہیں''۔ ۷؎

درج بالا اقتباسات کی روشنی میں متذکرہ عرب علماء کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ تمام حضرات (بشمول دیگر علمائے عرب) اصلاً تصویر کی حرمت کے قائل ہیں اور جدید تصاویر کو بھی اسی حرمت میں شامل سمجھتے ہیں، لیکن اضطرار اور مفاد عامہ کے تحت تبلیغ اسلام کے لیے ٹی وی پر آنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

دوسرا گروہ: دوسرا گروہ ان اصحاب علم کا ہے جو عام تصویر کو حرام قرار دیتا ہے، لیکن ٹی وی اور ڈیجیٹل کیمرے کو براہ راست حکم شرعی میں شامل نہیں سمجھتا۔ اس گروہ میں جماعت اسلامی پاکستان کے مولانا عبدالمالک اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے مولانا محمد یوسف خاں ہیں۔

مولانا عبدالمالک کے یہاں ضرورت اور حاجت کے تحت مسئلۂ تصویر کی تقسیم کی گئی ہے، مثلاً غیر ضروری تصویریں، جیسے پورٹریٹ، بیج، خواتین کی تصاویر اور تصویری نمائشیں حرام ہیں۔ لیکن ایسی تصویریں، جنکی کوئی معاشرتی ضرورت ہو، انکے بارے میں سکوت ہوگا۔ ان کے نزدیک اسکے جواز کی بنیاد دو فقہی قواعد ہیں، (۱) الضرورات تبیح المحظورات (۲) الحاجة قد تُنَزَّلُ منزلة الضرورة وغیرہ۔ ان کے نزدیک ٹی وی اور ویڈیو میں تصویر کا ظاہری وجود ہی نہیں ہے، اسلئے یہ تصویر کے مروّجہ شرعی حکم سے خارج ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ٹی وی کو ایک آلۂ وسیلۂ تبلیغ کے طور پر استعمال ہونا چاہئے، جیسا کہ جنگِ قادسیہ میں ہاتھی کی مورتی بنانے کی غالب حکمتِ عملی اختیار کی گئی تھی۔ بعض علماء کے نزدیک جب تک کیمرے کی تصویر کاغذ پر نہ آئے، حرام نہیں ہوگی۔ نشریاتی لہریں، عکس اور حبس الظل ہونے کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ ان کی تحفیظ برقی ذرات کی شکل میں ہوتی ہے، حرمت کے دائرے میں نہیں آتی ہیں۔

ان علماء کے موقف کے پس پردہ عکس اور تصویر کا باہمی فرق ہے، کیوں کہ عکس کا وجود اصل پر قائم ہوتا ہے، لیکن اس دلیل پر یہ معارضہ ہوتا ہے کہ اگر تصویر کو کاغذ پر طبع کرنے کے بجائے کمپیوٹر اسکرین پر دیکھا جائے تو اسے حرام کیوں نہ کہا جائے گا؟ ان میں بھی تو دوام، جاذبیت اور تصویر کے دیگر خصائص موجود ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ دوام اور

ثبوت کو صرف کاغذ میں منحصر کر لینا درست نہیں ہے۔میڈیا کی کسی بھی شکل میں اس کا مستقل وجود خواہ وہ کمپیوٹر ڈاٹا کی شکل میں ہی ہو اپنی تصویری خصوصیت اور حکمت ممانعت کے باعث قابل گرفت ہے۔اس لیے ڈیجیٹل کیمرے اور ویڈیو فلم والی تصویر کو براہ راست نہ سہی ،سدِ ذریعہ کے طور پر حرام ہونا چاہیے۔یہی موقف مولانا محمد تقی عثمانی کا ہے۔اس کی تفصیل حافظ محمد یوسف خاں کے مقالہ میں موجود ہے۔یاد رہے کہ ان کے یہاں ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر اور عام کیمرہ کی تصویر کی ممانعت برقرار ہے۔

فقہائے اربعہ حرمت تصویر کے مسئلہ پر متفق ہیں، لیکن اس کی توجیہ حنفی بریلوی عالم شیخ الحدیث مولانا شیر محمد خاں نے یہ کی ہے کہ جدید دور کی تصویر کو بعض قیود کے ساتھ جائز ہونا چاہیے۔اس احتمالی جواز کی گنجائش کے لیے عرف و رواج یعنی تبدیلی حالات کے تصور سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔انھوں نے اس کے جواز کے لیے علامہ شامی کی ذکر کردہ بہت سی مثالیں دی ہیں۔اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ تبلیغ اسلام کے لیے ٹی وی پر آنا ضروری ہے۔

تیسرا گروہ: اس گروہ میں بعض عرب اہل علم اور متجددین شامل ہیں۔ایک طبقہ ان مصری علماء کا ہے جو علامہ یوسف القرضاوی کی سرپرستی میں تصویر کی حرمت کو ہاتھ سے بنائی گئی تصویر تک محدود رکھنے اور بقیہ ہر قسم کی فوٹوگرافی کو اصلاً جائز قرار دینے کا قائل ہے۔اس گروہ میں علامہ قرضاوی ۸، محمد بخیت مصری ۹، شیخ سائس مصری ۱۰ اور ڈاکٹر احمد شرباصی ۱۱ کے علاوہ سعودی عرب کے شیخ عثیمینؒ اور کویت کے شیخ عبدالرحمن عبدالخالق وغیرہ ہیں۔

دوسرے اور تیسرے گروہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ ایک طبقہ ہر قسم کی فوٹوگرافی کو عکس کی بنا پر مستثنیٰ کرتا ہے، جب کہ دوسرا گروہ کیمرہ کی تصویر کو تو ناجائز، لیکن ڈیجیٹل کیمرے، ٹی وی اور ویڈیو کو جائز قرار دیتا ہے۔تیسرے گروہ کا ایک حلقہ وہ بھی ہے جو جدید آلات کی تصاویر کو حرام ہی نہیں سمجھتا، جب کہ دوسرا گروہ بعض اوصاف جیسے ثبوت ودوام نہ ہونے کی بنا پر انھیں تصویر کے حکم سے خارج سمجھتا ہے۔

ایک انوکھی دلیل: جواز کے قائلین نے ایک انوکھی دلیل یہ پیش کی ہے کہ حقیقی تصویر جیسا کہ کیمرے کی ہوتی ہے، مشابہت بخلق اللہ میں نہیں آتی۔مشابہت بخلق اللہ تو اصلاً ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر ہے، کیوں کہ یہ بعینہٖ خلق اللہ نہیں ہوسکتی۔اس لیے اس پر روح پھونکنے والی حدیث کا اطلاق نہیں ہوتا۔شیخ ابن عثیمین نے اس کی مثال فوٹو اسٹیٹ کاپی سے دی ہے، جس میں مشین کا آپریٹر کبھی کبھی جاہل محض ہوتا ہے۔اس کے باوجود فتویٰ سے ہٹ کر بطور تقویٰ اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔اس استدلال اور مثال کو پاکستان کے مولانا گوہر رحمان کے علاوہ عرب کے علماء مثلاً ابن باز، شیخ صالح فوزان اور شیخ محمد علی صابونی وغیرہ نے کڑی تنقیدیں کرتے ہوئے ساقط الاعتبار قرار دیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ مشابہت بخلق اللہ کی علت تسلیم کر لی جائے تب بھی شرک یا نحوست کے اسباب تو قائم ہی رہتے ہیں۔پھر اس دلیل سے فرضی تصویریں بنانے والے ہی کے فعل کو حرام ہونا چاہیے، کسی جان دار کی صد فی صد نقل کو حرام نہ ہونا چاہیے۔اس کی

مثال یوں ہے کہ قوت نہ رکھنے والا اگر ریوالور سے کسی کو قتل کردے تو بھی قاتل اسی کو مانا جائے گا، ریوالور کو نہیں۔ شیخ صالح فوزان نے اس پر پانچ اعتراضات وارد کیے ہیں اور یہ نتیجہ برآمد کیا ہے کہ: ''مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ تصویر کی ہر نوع حرام ہے، چاہے وہ مجسمے ہوں یا اس کے علاوہ ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا آلہ کے ذریعہ (فوٹو گرافی)۔ جو شخص بھی ان میں سے کسی تصویر کو جائز کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کی کوشش باطل اور اس کی دلیل غیر معتبر ہے''۔[۱۲]

سعودی عرب کے سب سے معتبر اور محترم مفتی شیخ محمد ابراہیم آل شیخ فرماتے ہیں: ''بدترین گناہوں میں سے ذی روح کی تصویر بھی ہے کہ اس کو بنایا اور استعمال کیا جائے۔ اس سلسلے میں مجسموں اور کاغذوں پر آلاتِ تصویر سے لی جانے والی تصاویر میں کوئی فرق نہیں۔'' ایک اور عرب عالم شیخ ولید بن راشد سعیدان اس استدلال کی تردید یوں کرتے ہیں: ''فوٹو گرافی میں اعتبار ذی روح کی تصویر کے وجود کا ہی کیا جائے گا، خواہ اس کے حصول کا اسلوب اور اس پر صرف کردہ محنت مختلف نوعیت کی ہو۔ فقہ کے قواعد میں یہ امر مسلّم ہے کہ شرعی حکم اپنی علت کے وجود اور عدم وجود کے ساتھ ہی مربوط رہتا ہے''۔[۱۳]

مذاکرہ میں حافظ محمد زبیر نے بھی اسی موقف کی طرف اشارہ کیا تھا۔

ایک چوتھا گروہ جاوید احمد غامدی کا ادارہ 'المورد' ہے اس کا موقف یہ ہے کہ ٹی وی پر آنا شرعی نقطۂ نظر سے کوئی ناپسندیدہ امر نہیں، بلکہ شریعت کے حکم ممانعت میں کوئی تصویر سرے سے داخل ہی نہیں ہے۔[۱۴]

اس گروہ کا ذکر یہاں صرف اتمام حجت کے لیے کیا گیا ہے، ورنہ انکار سنت کی بنا پر یہ گروہ ہمارے دائرۂ بحث سے باہر ہے۔

جناب حافظ حسن مدنی مدیر 'محدث' نے اس سیمینار کا 'نتیجہ وثمرہ' نہایت جچے تلے لفظوں میں بیان کیا ہے۔ یہاں اسے بجنسہٖ نقل کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے:

''جہاں مسئلۂ تصویر پر مذکورہ بالا تینوں گروہوں کے موقف باہم مختلف ہیں، وہاں اس مسئلہ کے جواز کے لیے ہر صاحب علم نے اپنا اپنا اسلوبِ استدلال اختیار کیا ہے۔ ایسا تو ضرور ہوا کہ کوئی شخصیت کھلے بندوں اس معاملہ کو جائز قرار دے رہی ہے اور کوئی مجبوری واضطرار یا حالات کے جبر کے نام پر بادل ناخواستہ اس ضرورت کو تسلیم کررہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر موقف کے استدلال وتوجیہ سے نتائج میں بھی خاطر خواہ فرق واقع ہوتا ہے، چنانچہ پہلے گروہ کے موقف میں اضطرار یا اہون الضررین کے مطابق سنگین حالات میں تصویر کی گنجائش نکالی جائے گی اور وہ بھی بادل ناخواستہ، جبکہ پہلے گروہ کے دوسرے موقف کے مطابق گڑیوں کے کھیل سے استدلال کرتے ہوئے یا مقاصد عامہ کے تحت ایسی تمدنی ضروریات کے لیے تصویر کی اجازت ہوگی جن کا حصول شریعت میں اصلاً جائز ہو۔ دوسرے گروہ کے مطابق تصویر تو حرام ہے، لیکن وصفِ دوام نہ ہونے کے سبب وہ ٹی وی اور ویڈیو کو حرمتِ تصویر سے نکال لیتے ہیں۔

اس لیے ان کے یہاں ٹی وی، ویڈیو اور ڈیجیٹل کیمرہ کو حسب خواہش استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تیسرے گروہ کے ہاں فوٹو گرافی تصویر کا مصداق ہی نہیں۔ اس لیے صرف وہی تصویر حرام ہے جو ہاتھ سے بنائی جائے۔ چنانچہ تصویر بنانے اور فلم و ویڈیو کی کھلی اجازت ہے، بلکہ آخری موقف (چوتھے گروہ) کے مطابق تو یہ مطلوب شے ہے۔"۱۵

اس سلسلہ میں سعودی عرب کی دائمی فتویٰ کونسل کا فتویٰ یہ ہے:

"تصویر کی حرمت عام ہے، چاہے آلہ یا کسی بھی طریقہ سے تصویر لی جائے۔ البتہ ٹی وی پر گانے، موسیقی اور تصاویر جیسی منکرات حرام ہیں، لیکن اسلامی لکچر، تجارتی اور سیاسی خبریں، جن کی شریعت میں ممانعت وارد نہیں، جائز ہیں۔ البتہ جب ان کا شر خیر پر غالب آجائے تو اعتبار غالب کا ہوگا۔"۱۶

شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالعزیز علوی تصویر کا لغوی مفہوم متعین کرنے کیلئے اقرب الموارد، تاج العروس، مفردات القرآن اور القاموس الوحید کا حوالہ دینے کے بعد ائمہ اربعہ کی رائے یوں نقل کرتے ہیں: "شوافع اور دوسرے علماء کے نزدیک جان دار کی تصویر انتہائی سخت حرام ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے مشابہت پائی جاتی ہے۔۔۔۔ اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ تصویر کا سایہ ہو یا نہ ہو۔ صحابہؓ، تابعینؒ اور بعد کے علماء کی اکثریت کا یہی قول ہے اور امام ثوریؒ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے فقہاء کا بھی یہی موقف ہے"۱۷

لیکن ایک قول یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک تصویر چاہے سایہ دار ہو یا بغیر سایہ کے ہو، حرام ہے، لیکن امام مالک کا اس میں قدرے اختلاف ہے: "خلاصہ یہ ہے کہ جان داروں کی تصاویر بالاتفاق حرام ہیں، جب وہ کامل ہوں اور سایہ دار ہوں جو طویل عرصہ تک رہتی ہیں۔ البتہ اگر ان کا ایسا عضو موجود نہ ہو جس کے سبب جان دار زندہ نہ رہ سکتا ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ اسی طرح جس تصویر کا سایہ نہ ہو، جب وہ کاغذ یا دیوار پر منقش ہو یا ایسی چیز پر بنی ہو جو تادیر نہیں رہتی تو اس میں اختلاف ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ وہ بھی حرام ہے"۔۱۸

اس کے بعد انھوں نے غیر سایہ دار کی تصویر کی حرمت میں کئی حدیثیں پیش فرمائی ہیں اور اپنے موقف کی تائید میں حافظ ابن حجرؒ کی رائے نقل کی ہے۱۹۔ انھوں نے ایک نکتہ کی بات یہ کہی ہے کہ بعض احادیث میں لفظ صورۃ نکرہ ہے جو عموم پر دلالت کرتا ہے۔ ان کے نزدیک ٹی وی اور ویڈیو کی تصویر کو عکس کہنا قیاس مع الفارق ہے۔ دلیل کے طور پر انھوں نے چار مثالیں پیش کی ہیں۔

(۱) آئینہ، پانی یا عکس بننے میں انسان کا دخل نہیں ہے، جب کہ اس کے برعکس میں انسان کا دخل ہے۔

(۲) آئینہ یا پانی میں یہ عکس عارضی ہوتا ہے، جب کہ ٹی وی اور ویڈیو کا عکس محفوظ ہوتا ہے۔

(۳) قدرتی اشیاء میں عکس اظہار شخصیت اور رہ نمائی کیلئے نہیں ہے، جبکہ فوٹو گرافی میں رہ نمائی ہوتی ہے۔

(۴) آئینہ میں ہر انسان مرد، عورت، جوان، بوڑھا، میک اپ، غیر میک اپ سب اپنا چہرہ دیکھتے ہیں۔

اس سے دوسروں کے جذبات نہیں بھڑکتے۔ لیکن اگر یہ تصویر میں ہوتو عریاں عورتوں کی ویڈیو درست نہیں ہوگی۔

مولانا تبلیغ دین کے لیے تصویر سازی پر بھی چند اشکالات رکھتے ہیں:

(۱) الضرورات تبیح المحظورات میں ضرورت اور مجبوری کا دائرہ کیا ہے؟

(۲) اگر تبلیغ دین اور مصالح کے تحت تصویر کو جائز قرار دیا جائے تو کیا دوسرے مقاصد کے لیے اس کے استعمال کو روکا جاسکے گا؟

(۳) دین کے لیے کیا دین مخالف ذرائع سے کام لینا درست ہے؟

ان کا خیال ہے کہ تصویر کے استعمال کے بغیر بھی آج کل جماعۃ الدعوۃ اور تبلیغی جماعت جیسی جماعتیں اپنی فکر اور نظریہ کے مطابق دین کا کام کر رہی ہیں۔

سمینار کے ایک اور مقرر مولانا حافظ صلاح الدین یوسف کا موقف بھی تصویر کے استعمال کے بارے قدرے سخت تھا۔ انھوں نے یہ بات تسلیم کی کہ الکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نشر و اشاعت کے جدید اور انتہائی مؤثر ذرائع ہیں، لیکن ان کے موجد ملحد اور سیکولر قسم کے لوگ ہیں جو کسی اخلاقی اصول اور ضابطۂ حیات کے قائل نہیں ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ مسلمان ممالک ان کے ذہنی اور سیاسی غلام ہیں، اس لیے دونوں کے ذرائع ابلاغ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس صورت حال نے اسلامی طبقہ کو پریشان اور مضطرب کر رکھا ہے اور وہ بھی ان جدید ذرائع نشر و اشاعت کو استعمال کرنا چاہتا ہے۔ اس بارے میں سخت موقف رکھنے کے باوجود مولانا مسئلہ زیر گفتگو میں علماء کے درمیان اختلافات کا ذکر فرماتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ انسان اپنی استطاعت سے زیادہ کا مکلف نہیں ہے (البقرۃ:۲۸۶) اس لیے دعوت و تبلیغ کی غرض سے اس ذریعہ کے استعمال سے گریز کرنے والے ان شاء اللہ ماجور ہوں گے۔ انھیں اندیشہ ہے کہ تبلیغ دین کے لیے تصاویر کی حرمت میں نرمی برتنے سے مذہبی جماعتوں کے قائدین اور رہ نماؤں میں اپنی تصویریں اخباروں میں چھپوانے اور ٹی وی پر آنے کا شوق بڑھ جائے گا۔ اضطرار کے فلسفہ پر ان کا اعتراض ہے کہ کیا یہ واقعی ضرورت ہے؟ کیا اس مقصد کے لیے آڈیو کافی نہیں ہے۔ ان اشکالات کے باوجود مولانا قرارداد سے اتفاق فرماتے ہیں۔

مولانا محمد رمضان سلفی کے نزدیک تصویر کے بارے میں شریعت کا حکم بالکل واضح اور غیر نزاعی ہے، کیوں کہ منصوص امور میں تاویل کا دخل نہیں ہوا کرتا۔ جہاں تک تصویری میڈیا میں اسلامی عقائد و افکار کی تبلیغ و ترویج کا مسئلہ ہے تو یہ امور اجتہادیہ میں سے ہے، لیکن ان کے نزدیک چوں کہ رسول اللہ ﷺ نے مصوّر یعنی فوٹو گرافر پر لعنت بھیجی ہے، اس لیے امور منصوصہ میں تاویل، ایمان میں کم زوری کی علامت ہے۔ اس کے باوجود انھوں نے مسئلۂ زیر غور کو امور اجتہادیہ میں شمار کیا ہے اور اجتہادی رایوں میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہوسکتا ہے۔ سدِّ باب کے طور پر آپ کا بھی خیال ہے کہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلانے کے لیے جدید وسائل سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

مولانا محمد شفیق مدنی نے اپنے مقالہ میں حرمتِ تصویر کی چار ممکنہ علتوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے:

(۱) یہ غیر اللہ کی تعظیم میں غلو اور عبادت میں شرک کا ذریعہ ہے، جیسا کہ قوم نوحؑ نے اپنے صالحین کے ناموں پر ان کی تعظیم واحترام میں مجسمے بنائے۔ حدیث ابن عباسؓ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان کے گم راہ کرنے سے ان کی قوم کے لوگوں نے ود، سواع یغوث، یعوق اور نسر کے مجسمے بنائے جو بعد میں معبود بن گئے ۲۱۔ ابن العربی کا خیال ہے کہ تصویر کی حرمت سدِّ ذرائع کی خاطر ہے اور یہ علّتِ مستنبطہ ہے، جب کہ اس کی منصوص علّت اللہ کی تخلیق سے مشابہت ہے ۲۲۔ اس موقف کی تائید امام نوویؒ اور ابن تیمیہؒ نے کی ہے ۲۳۔

(۲) بعض علماء کی رائے یہ بھی ہے کہ چوں کہ مشرکین تصاویر بناتے، بت گھڑتے اور ان کی پرستش کرتے تھے، اس لیے یہ تشبیہ ہی تصویر کی حرمت کے لیے کافی ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے طلوع وغروب کے وقت سجدہ نہ کرنے کے حکم کی یہی علت بتائی ہے ۲۴۔ اس کی علّت میں صحیحین کی احادیث بھی ہیں ۲۵۔ علامہ ابن تیمیہؒ کے نزدیک غیر مسلموں کی مشابہت ممنوع ہے ۲۶۔

(۳) بعض علماء کے نزدیک حرمت کی علت نحوست ہے، یعنی تصویر کی جگہ فرشتوں کا داخل نہ ہونا ۲۷۔ لیکن ابن حجرؒ کا کہنا ہے کہ فرشتوں کے عدم دخول کا سبب تصاویر کی تعظیم میں کفار سے مشابہت ہے ۲۸۔ اسی لیے بطور اہانت اسے کاٹ کر یا پامال کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے ۲۹۔ حدیث میں کتا بھی شامل ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ حرمت نوعی نہیں ہے، کیوں کہ شکاری کتا رکھنے کی اجازت ہے ۳۰، بلکہ ایک حدیث میں اس ذیل میں جنبی بھی داخل ہے۔ ۳۱

(۴) اس کی علت میں اللہ کی تخلیق سے مشابہت بھی ہے۔ ابن العربی کے نزدیک یہ منصوص علت ہے۔ انھوں نے بخاری کی دو اور مسلم کی دو احادیث سے استدلال کیا ہے ۳۲۔ حافظ ابن حجر کے نزدیک **ممن ذھب یخلق** میں **ذھب** قصد وارادہ کے معنی میں ہے ۳۳۔ اسی لیے بہت سے علماء اس کو تخلیق کے چیلنج سے مشروط کرتے ہیں۔

انھوں نے عام حالات میں بچوں کے کھلونوں کو چھوڑ کر تصویر سازی کو حرام ٹھہرایا ہے اور ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں تصویر سازی کی ممانعت آئی ہے۔ اپنے موقف کی تائید میں انھوں نے سعودی عرب کی **اللجنۃ الدائمۃ** کے فتویٰ کو بھی پیش کیا ہے، جس میں ذی روح مخلوق کی تخلیق میں اللہ کی مشابہت کی بنا پر تصویر کو وسیلۂ شرک کہا گیا ہے ۳۴۔ مشابہتِ کفار سے بچنے کیلئے قرآن کی آیت "**لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا**" (البقرۃ:۱۰۴) سے مشتبہ چیزوں کے استعمال میں حدیث نبویؐ "**دع ما یریبک الیٰ ما لا یریبک**" ۳۵ سے اور دو لونڈیوں کے ایک ساتھ جمع نہ کرنے کے سلسلے میں حضرت عثمانؓ کے اثر سے، جسکی قرآن میں ممانعت نہیں ہے ۳۶ استدلال کیا ہے۔

انھوں نے کہا ہے کہ خاص حالات میں فحاشی وعریانی کا دروازہ کھولنے کے لیے نہیں، بلکہ اعلیٰ مقاصد کے حصول اور بڑے ضرر وفساد سے بچنے کی خاطر قاعدہ '**یختار اخف الضررین**' کے مطابق تصویر سازی کو برداشت کیا

جاسکتا ہے، جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ دین کی خاطر میلے میں جانا ۳۷ اور دیہاتی کے مسجد میں پیشاب کر دینے ۳۸ کو گوارا کیا تھا۔ انھوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ اگر صرف تصویر سے بچنے کے لیے علماء کرام اپنی قوم کو لادینی عناصر کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتے ہیں تو یہ بڑا قومی وملی نقصان ہوگا۔ ان کے خیال میں سدِّ ذرائع کے ساتھ فتح ذرائع کا اصول بھی اپنانا چاہیے۔ امام قرافی لکھتے ہیں "یہ بات جان لیجئے کہ جس طرح کسی ذریعہ کو (خرابی کی طرف لے جانے کی وجہ سے) بند کرنا ضروری ہے اسی طرح (منفعت کی طرف لے جانے کی وجہ سے) کھولنا بھی کبھی واجب، کبھی مکروہ، کبھی مستحب اور کبھی مباح ہو جاتا ہے۔" ۳۹ جیسے کہ حضرت زیدؓ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا گیا، تاکہ تبلیغ دین میں سہولت ہو۔ ٹی وی وغیرہ، اسی طرح ذریعہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس معاملہ کو اضطرار پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیوں کہ یہاں ان ذرائع کا متبادل موجود ہے۔ پاسپورٹ وغیرہ پر تصویر کے لزوم کو بھی وہ اضطرار نہیں، بلکہ دینی عمل سمجھتے ہیں۔ انھوں نے اس سلسلہ میں اور بھی کئی مثالیں دی ہیں۔ مثلاً مستحاضہ یا سلس البول کے مریضوں کو بغیر طہارت کے نماز ادا کرنے کی رخصت، جان بچانے کے لیے کلمۂ کفر کہنے کی اجازت اور نکاح کی غرض سے اجنبی عورت کو دیکھنے کی رخصت وغیرہ۔ اکثر علماء نے اسی اصل کے تحت بچوں کے کھلونوں کو مستثنیٰ کیا ہے۔ یہی بات حلیمی نے لکھی ہے ۴۰۔ علامہ البانی کی بھی یہی رائے ہے۔ نیز سعودی عرب کا فتویٰ ہے کہ جب کسی معاملہ میں شر پر خیر غالب آجائے تو حکم غالب پر لگے گا ۴۱۔ ان کی حتمی رائے ہے کہ انسان کو حالات کے تقاضوں کے تحت تیار ہونا چاہیے۔ توپ کا مقابلہ تلوار سے، جنگی جہاز کا مقابلہ کلاشنکوف یا میزائل سے اور ایٹم بم کا مقابلہ توپوں سے نہیں کیا جاسکتا۔

☆ حافظ عبدالرحمن کے نزدیک احکام شرعیہ کی حکمتیں معلوم کرنا فقاہت ہے: **من یرد اللہ به خیراً یفقهه فی الدین** ۴۲۔ ان کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکمِ حرمت کے بعد اس فعل کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا، لیکن اسباب ووجوہ کی دریافت فقاہت ہے۔ اسباب تحریم میں انھوں نے انہی اسباب اور احادیث کا ذکر کیا ہے جو عام طور سے پیش کی جاتی ہیں۔ انھوں نے تصویر بنانے اور رکھنے کے حکم میں بھی فرق کیا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض احادیث سے استدلال کیا ہے۔ انھوں نے تصویر اور عکس میں فرق کرتے ہوئے بتایا ہے کہ مناہج شریعت اور مناسکِ شریعت میں فرق ہے۔ مناسک شرعی کا نسخ دائمی حیثیت رکھتا ہے، لیکن مناہج شریعت میں نسخ کے وہ معنیٰ نہیں ہیں۔ اس کی وضاحت امام ابن تیمیہؒ، سیوطیؒ اور زرکشیؒ نے کی ہے۔ ان دونوں میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے بعض اوقات علماء کو التباس ہو جاتا ہے۔ انھوں نے بتایا ہے کہ احکام شرعیہ کی توجیہ وتعلیل قیاس میں بھی ہوتی ہے اور سدِّ ذریعہ میں بھی۔ انھوں نے اس کی مثالیں بھی دی ہیں اور اصول بھی قائم کیے ہیں، مثلاً سدِّ ذریعہ میں شرعی حکم کا تعلق حکمت سے ہوتا ہے اور جائز معاملات کو محدود کیا جاتا ہے، جبکہ قیاس کو علت سے مربوط کیا جاتا ہے، جس کی بنا پر حکم میں توسّع پیدا ہوتا ہے۔ اسلیئے اسے مناط (کھونٹی) کہتے ہیں۔ قیاس میں علت وحکمت مطرد (ہمیشہ جاری) رہتی ہے، جیسے مسافر کیلیئے روزہ کی ہمیشہ رخصت، جبکہ سدِّ ذریعہ میں حکمت اہمیت مقاصد کے تحت بدلتی رہتی ہے، جیسے حق تلفی اور ظلم کو روکنے کیلیئے رشوت کا جواز وغیرہ۔

☆ مولانا عبدالمالک کا مقالہ اس سیمینار میں انتہائی اہمیت کا حامل تھا اس لیے کہ یہ جماعت اسلامی پاکستان میں شامل علماء کا متفقہ فیصلہ تھا۔ جماعت اسلامی کی کمیٹی احادیث رسولؐ، فقہاء اور علماء کے اقوال پر غور کرنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچی تھی موصوف نے ان کا ذکر کیا تھا، وہ درج ذیل ہے:

رسول اللہ ﷺ سے تصویر سازی کے بارے میں ایک بھی روایت ثابت نہیں ہے، اس لیے تصویر سازی کی حد تک شریعت کی حرمت مکمل طور سے واضح ہے۔ اس کے استثنا کی صرف یہ صورت ہے کہ سر کاٹ کر یا پھر تکیہ کی صورت میں اسے استعمال کیا جائے۔ اس سلسلہ میں جو فیصلہ کیا گیا اس کے نکات درج ذیل ہیں:

(۱) قد آدم تصویر جائز نہیں۔ چھوٹی تصویریں فقہی قواعد' **الضرورات تبیح المحظورات** " اور " **الحاجة تنزل منزلة الضرورة عاماً او خاصاً** " کے تحت آتی ہیں۔

(۲) تصویری بیج بنانا اور اسے سینہ پر آویزاں کرنا غیر ضروری اور ممنوع ہے۔

(۳) تصویریں فروخت نہ کی جائیں اور نہ اسے کاروبار بنایا جائے۔

(۴) خواتین کے فوٹو اور تصاویر نہیں بنائی جائیں گی۔

اخبارات میں شائع ہونے والی تصویروں پر حکم لگانے میں بہ وجوہ سکوت اختیار کیا گیا۔ ٹی وی پر آنے اور بنانے کے بارے میں یہ رائے اختیار کی گئی کہ اسے بدی کیلئے استعمال نہ ہونا چاہئے۔ یعنی فحاشی، عریانی اور بے دینی کی اشاعت کیلئے اسے استعمال نہ ہونا چاہئے، البتہ نیک کاموں میں اسے استعمال کرنے کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔ یہ رائے بھی قائم کی گئی کہ ٹی وی اور ویڈیو میں اصلاً کوئی فرق نہیں ہے، اسلئے حکم میں بھی کوئی فرق نہیں کیا جائیگا۔ ٹی وی پروگراموں میں علماء کا حصہ لینا" **الحاجة تنزل منزلة الضرورة** " کے تحت بہ قدر ضرورت جائز ہے۔

جماعت اسلامی کی علمی مجلس شرعی کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ " دعوت، اصلاح اور اسلامی مقاصد کے حصول، خصوصاً اسلام کے دفاع اور دین مخالف پروپیگنڈے کا جواب دینے کے لیے الکٹرانک میڈیا کا استعمال جائز ہے، خواہ بہ اکراہ ہی کیوں نہ ہو۔"

☆ پروفیسر محمد یوسف خاں نے تصویر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: "تصویر کسی حیوان کا ایسا نمونہ تیار کرنے کا نام ہے جو اس حیوانی شکل کو واضح کر دے۔ وہ نمونہ خواہ مجسم ہو یا مسطح، سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار (دو ابعادی یا سہ ابعادی) "۴۳ ۔ "تخلیقِ خداوندی کی مشابہت پیدا کرنا اور اس کی نقالی کرنا تصویر کہلاتا ہے" ۴۴ ۔ "یہ مشابہت یا نقالی عام ہے، خواہ مجسمہ کی صورت میں ہو یا نقش و رنگ کی صورت میں اور خواہ قلم سے نقاشی کی جائے یا پریس وغیرہ پر چھاپا جائے یا فوٹو وغیرہ کے ذریعہ عکس کو قائم کیا جائے۔ یہ سب تماثیل اور تصاویر کہلاتے ہیں" ۴۵۔ انھوں نے حرمت کی تین احادیث بھی نقل کی ہیں۔

انھوں نے ائمۂ مجتہدین کی آراء نقل کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے، جو مندرجہ ذیل تین نکات پر مشتمل ہے۔

(۱) ذی روح کی مجسم مکمل تصاویر (جن میں منحصر زندگی کے اعضاء موجود ہوں) کی حرمت پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

(۲) ذی روح کی غیر مجسم تصاویر کی حرمت پر ائمہ ثلاثہ (ابوحنیفہؒ، شافعیؒ اور احمدؒ) کا اتفاق ہے۔ایک قول امام مالکؒ کا بھی اس کی تائید میں ہے۔

(۳) دوسری روایت میں امام مالکؒ سے غیر مجسم تصاویر کا جواز بہ کراہتِ تنزیہی منقول ہے۔بہت سے علمائے مالکیہ نے اس روایت کو اختیار کیا ہے اور بعض نے بلا کراہت جائز کہا ہے۔۴۶

''خلاصہ یہ کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک تصویر کشی بالاتفاق ناجائز ہے، جبکہ وہ مجسم شے ہو، البتہ غیر مجسم شے کی تصویر کشی پر تین ائمہ تو متفق ہیں اور مالکیہ کا مختار مذہب کراہت کا ہے، لیکن بعض مالکیہ کے یہاں اسکا جواز پایا جاتا ہے''۔۴۷

''حضرت ابو ہریرہؓ گاڑی اور لٹکائی ہوئی تصویر کو ناپسندیدہ سمجھتے تھے۔امام مالکؒ کا بھی یہی موقف تھا، لیکن ان کی رائے میں یہ کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں''۔۴۸

امام مالک اور امام شافعی کی آراء کے دلائل کے لیے حواشی میں درج مراجع دیکھے جاسکتے ہیں۔۴۹

پروفیسر محمد یوسف خاں نے اس کے بعد جمہور علماء کی رائے بیان کی ہے کہ آلہ کے بدل جانے سے حکم میں تبدیلی نہیں ہوتی۔لیکن شیخ محمد بخیت اور دیگر عرب عالموں کی اس رائے کے بعد کہ کیمرہ کی تصویر حبس الظل ہونے کے باوجود ناجائز نہیں ہے، یہ فرمایا ہے کہ امام مالک اور علامہ بخیت کے فتویٰ کی وجہ سے یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہوگیا ہے۔اس سلسلہ میں حنابلہ اور بعض شوافع واحناف کے یہاں قطع وتخفیف جسم کے جواز کا ذکر کیا گیا ہے۵۰۔ڈیجیٹل کیمرہ کے بارے میں انھوں نے بھی دارالعلوم کراچی کا فتویٰ نقل کیا ہے کہ اگر یہ تصاویر کاغذ پر پرنٹ نہ ہوں تو انھیں تصویر قرار دینے میں تأمل ہے، لیکن پرنٹ ہونے کے بعد وہ تصویر کے حکم میں ہوں گی۔۵۱

انھوں نے بتایا کہ ٹیلی ویژن پر پیش کی جانے والی تصویر کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) ٹی وی پر ایسی چیز دکھائی جائے جو پہلے سے تصویر کی شکل میں موجود ہے اور اس کو بڑا کر کے اسکرین پر دکھایا جارہا ہے تو یہ تصویر کا ظل اور سایہ ہے۔یہ اس وقت تک باقی رہتی ہیں جب تک کیسٹ چلتی ہے، ورنہ رک جاتی ہے۔۵۲

(۲) جو تصویر براہ راست (live) ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہے وہ تصویر کے حکم میں نہیں، کیوں کہ تصویر وہ ہوتی ہے جسے علیٰ صفۃ الدوام ثابت اور مستقر کر دیا جائے، لائیو ٹیلی کاسٹ ہونے والی تصویر ویسے ہی ہے جیسے کوئی شخص آئینہ کے انعکاس میں کوئی شے دیکھ رہا ہو۔

(۳) ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ دکھائی جانے والی تصاویر چوں کہ ذرات کو منعکس کر کے دکھائی جاتی ہیں اس لیے انھیں بھی تصاویر نہیں کہا جائے گا۔۵۳

جن تصاویر کا بنانا اور رکھنا ناجائز ہے ان کا ارادہ اور قصد کے ساتھ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔اتفاقاً نظر پڑ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔۵۴

حرمتِ تصویر کی قطعیت اور ظنیت کے باب میں وہ فرماتے ہیں کہ بت و مجسمہ کی حرمت کی قطعیت پر اجماع ہے۔ غیر مجسم منقوش تصاویر کی حرمت ظنّی ہے قطعی نہیں، کیوں کہ یہ عام مخصوص منہ البعض سے ہیں اور اس اصل سے حکم قطعی نہیں، بلکہ ظنّی ثابت ہوتا ہے ۵۵۔ یہ مذہب جمہور حنفی علماء مثلاً ابوالحسن کرخی، ابوبکر جصاص اور عام عراقی مشائخ ابو زید دبوسی، ماوراء النہر کے اکثر مشائخ بزدوی اور متاخرین وغیرہ کا ہے۔

فروغ اسلام کے لیے الکٹرانک میڈیا کے سلسلہ میں انھوں نے دو فقہی اصطلاحات پر گفتگو کی ہے: ضرورت اور اضطرار۔ اہل اصول کی اصطلاح میں ضرورات وہ امور کہلاتے ہیں جن پر دین و دنیا کے مصالح موقوف ہوں اور ان کے فوت ہونے سے مصالح دینی و دنیوی صحیح طریقے سے انجام نہ پاسکیں، مثلاً جہاد کی مشروعیت، حفاظتِ دین حفاظتِ نفس اور حفاظتِ مال وغیرہ (اصل عربی عبارت میں حفظِ عقل اور حفظِ نسب کے بھی نکات ہیں) ۵۶۔ ''حاجت وہ امور کہلاتے ہیں جن کا انسان پیش آنے والی مشقت و تنگی کو دور کرنے کے لیے محتاج ہوتا ہے'' ۵۷۔ اور ''جب جان کے ضیاع کا یقین یا ظن غالب ہو جائے یا انسان ایسی حالت میں پہنچ جائے کہ اگر ممنوع کا استعمال نہ کرے تو ہلاک ہو جائے تو اسے اصطلاح میں اضطرار کہا جاتا ہے''۔ ۵۸

ضرورت اور اضطرار کی شرائط درج ذیل ہیں: (۱) حرام چیز کے استعمال نہ کرنے کی صورت میں ضروریات خمسہ میں سے کسی ایک کے ضیاع کا خطرہ ہو۔ (۲) یہ خطرہ موہوم نہیں، بلکہ یقین اور ظن غالب کے درجہ میں ہو۔

(۳) اس حرام چیز کے استعمال سے ضروریات خمسہ میں سے پیش آمدہ ضرورت کے پورا ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو۔ (۴) حرام و ممنوع کے علاوہ کوئی حلال چیز میسر نہ ہو۔ (۵) بقدر ضرورت ہی استعمال کیا جائے۔ ۵۹

مذکورہ اصول کے استعمال کی ضرورت اسی وقت پیش آتی ہے جب کہ مسئلۂ زیر گفتگو کی کوئی صراحت قرآن یا حدیث میں نہ ہو اور اس کے ناجائز ہونے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہو۔ ۶۰

مذکورہ بالا تفصیلی بحث سے مستفاد ہوتا ہے کہ ٹی وی وغیرہ کی ممانعت نفی لعینہٖ کے بجائے نفی لغیرہٖ کی ہے، اس لیے درج ذیل شرائط کے ساتھ اسلامی ٹی وی چینل قائم کرنے کے بارے میں مشاورت کی جانی چاہئے: (۱) اس چینل پر فلم اور گانے نہ پیش کیے جائیں۔ (۲) ترجمان اور خبر دینے والا مرد ہو۔ (۳) صرف جائز خبریں پیش کی جائیں۔ (۴) ذی روح کی تصویر سے حتی الامکان احتراز کیا جائے۔

حواشی و مراجع

۱ وہ آیت یہ ہے: يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ (سبا: ۱۳) ''جو کچھ (سلیمان) چاہتے وہ (جنات) تیار کر دیتے مثلاً قلعے اور مجسمے اور حوضوں کے برابر لگن اور چولھوں پر جمی ہوئی مضبوط دیگیں''

۲ ملاحظہ کیجیے سفر خروج: ۲۰/۴

۳ تفسیر ثنائی: دار الکتاب، نئی دہلی، نومبر ۱۹۸۳ء، ص ۵۱۴

۴ احکام التصویر فی الاسلام: ۶۶، ۶۷

۵ فتاوی المرأة : ۱۵ ۶ ایضاً: ۱۷، ۱۸ ۷ روائع البیان : ۴۱۶/۲
۸ الحلال والحرام فی الاسلام ۹ الجواب الشافی فی اباحة التصویر الفوتوغرافی
۱۰ آیات الاحکام : ۶۱/۴ ۱۱ یسئلونک فی الدین والحیاة: ۶۳۲/۱
۱۲ حکم التصویر: ص ۵۸ ۱۳ حکم التصویر الفوتوغرافی: ۲۳
۱۴ تصویر کا مسئلہ از محمد رفیع مفتی: ص ۹۶ ۱۵ محدث: جون ۲۰۰۸ء، ص ۲۱
۱۶ فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۶۷۴/۱، فتویٰ نمبر ۵۸۰۶
۱۷ شرح صحیح مسلم: ۱۹۹/۲ پاکستانی نسخہ؛ عمدة القاری: ۳۰۹/۱۰
۱۸ الصاوی علیٰ شرح الصغیر: ۵۰۱/۲ بحوالہ تکملة فتح الملہم: ۱۵۹/۴
۱۹ فتح الباری ۳۹۰/۱۰، ۳۸۴/۱۰، ۳۸۶/۱۰ ۲۰ بخاری: ۵۹۶۲
۲۱ بخاری، کتاب التفسیر: ۴۹۲۰، یہی بات صحیح بخاری، حدیث نمبر ۴۳۳۳ میں بھی کہی گئی ہے
۲۲ احکام القرآن: ۱۶۰۰/۴ ۲۳ شرح مسلم، نووی: ۹۱/۱۴، اقتضاء الصراط المستقیم: ۱۹۳/۲
۲۴ اقتضاء الصراط المستقیم: ۲۱۸/۱ ۲۵ بخاری: ۴۲۲۶، مسلم: ۵۲۸
۲۶ اقتضاء الصراط المستقیم: ۳۳۵/۱ نیز ۳۳۲/۱ ۲۷ مسلم: ۲۱۰۶
۲۸ فتح الباری: ۳۹۱/۱۰، ۳۹۲ ۲۹ بخاری: ۵۹۵۴ ۳۰ بخاری: ۱۷۵
۳۱ ابوداؤد: ۴۱۵۲ ۳۲ بخاری: ۵۹۵۴، مسلم: ۲۱۱۱، بخاری: ۵۹۵۱، مسلم: ۱۶۷۱
۳۳ فتح الباری: ۳۸۶/۱۰ ۳۴ اللجنة الدائمة: ۶۶۱/۱
۳۵ ترمذی: ۲۵۱۸ ۳۶ مؤطا امام مالک: ۵۳۸/۲
۳۷ بخاری: ۷۷۳ ۳۸ مسلم: ۲۲۱
۳۹ الفروق: ۶۰/۲ ۴۰ المنہاج فی شعب الایمان : ۹۷/۳
۴۱ فتاویٰ اللجنة الدائمة : ۶۷۴/۱ ۴۲ بخاری: ۷۱
۴۳ الموسوعة الفقهية: ۹۳/۱۲، ۹۴ ۴۴ المرقاة لحل المشکاة: ۳۲۵/۸
۴۵ جواهر الفقه: ۶۲/۴ ۴۶ دروس ترمذی: ۳۴۷/۵، احسن الفتاویٰ: ۴۲۵/۸
۴۷ فتح الباری: ۳۹۱/۱۰، تکملہ فتح الملہم: ۱۵۹/۴، حاشیہ الدسوقی: ۳۳۸/۲ وغیرہ
۴۸ المغنی لابن قدامه : ۶/۷
۴۹ المغنی لابن قدامه: ۷/۷، الشافی: ۱۸/۴، زکریا: ۲، الموسوعة الفقهية: ۱۱۰/۱۲
۵۰ بحوالہ المغنی: ۷/۷، فتح الباری: ۳۹۲/۱۰، ۳۹۵/۱۰، درمختار: ۴۱۸/۲
۵۱ فتاویٰ دار العلوم کراچی: ۱۷/۴۴
۵۲ الموسوعة الفقهيه للكويت: ۹۳/۱۲ ۵۳ درس ترمذی: ۳۵۱، ۳۵۲، تکملہ فتح الملہم: ۱۶۷/۴، ۱۶۸
۵۴ جواہر الفقہ : ۲۳۹/۳ ۵۵ تیسیر الاصول: ۱۰۷، اصول الشاشی
۵۶ المصطلحات الفقهيه : ۴۱۰/۲ ۵۷ ایضاً: ۵۴۹/۱
۵۸ ایضاً: ۲۱۳/۱ ۵۹ مستفاد از فتاویٰ دار العلوم کراچی: ۱۵/۷/۱۴۲۶ھ ۶۰ ایضاً

☆☆☆

(آخری قسط)

مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی
ڈائریکٹر مرکز تحقیق اسلامی۔ پشاور صدر

سر سیّد احمد خان اپنے عقائد ونظریات کی روشنی میں

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کے مقدس عمل کو سر سید ''سات دفعہ اس کے گرد پھرنا'' قرار دے رہا ہے۔ گویا وہ طواف کے عبادت ہونے کا بھی قائل نہیں ہے پھر خدا کے اس عظیم اور مقدس گھر کو انتہائی ڈھٹائی اور بے غیرتی کے ساتھ ''چوکھونٹا گھر'' کہہ رہا ہے۔ آگے تو خباثت کی انتہاء کر دی ہے کہ اس کے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں کیا وہ حاجی بن گئے؟ گویا سر سید کی نظر میں حاجی اور گدھے اور اونٹ برابر ہیں۔ اور یہ کہ طواف کا کوئی ثواب اور فائدہ ہی نہیں ہے۔ اس سے آگے اس نے تمام عالم اسلام کے علماء اور مسلمانوں کے متفقہ عمل یعنی نماز میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کے خلاف یہ زہر افشانی کی ہے کہ یہ اسلام کا اصلی حکم نہیں ہے۔ میرے خیال میں قارئین کیلئے بھی زندگی میں یہ پہلا موقع ہوگا کہ اسلام کا ''اصلی حکم'' کے الفاظ دیکھ اور سن رہے ہیں۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ اسلام کے کچھ احکام نقلی' دو نمبر اور بے فائدہ بھی ہیں۔ جدید زمانے کے اس روشن خیال مسٹر کو قرآنی حکم کا سامنا کرنا پڑے گا۔ دوسرا پارہ جو شروع ہوتا ہے تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے سیقول السفہاء الخ ''اب بہت سارے بیوقوف کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم کیوں دیا؟'' اس آیت کی رو سے جو لوگ خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا نہیں مانتے وہ بیوقوف ہیں۔ اور سر سید ان تمام بیوقوفوں کا سردار۔ دوسرا فتویٰ بھی سر سید کے خلاف میں نہیں لگاتا بلکہ قرآن کریم لگاتا ہے۔ آیت گذر گئی وَمن یعظم شعائر اللّٰہ فانھا من تقوی القلوب '' جو بھی اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم وتکریم کرتا ہے تو یہ دلوں کا تقویٰ ہے'' (الحج : ۳۲) یعنی اللہ تعالیٰ کی ان نشانیوں کی عزت وتکریم وہ لوگ کرتے ہیں جن کے دلوں میں تقویٰ و پرہیز گاری ہوتی ہے اور جب سر سید اس مقدس مقام کی بے عزتی پر تلا ہوا ہے تو واضح ہوگیا کہ اس کا دل تقویٰ وطہارت اور اخلاص سے خالی ہے۔ اور جب اس کا دل ان اوصاف عالیہ سے خالی ہے تو اس کے منافق اور بے ضمیر ہونے میں کیا شک ہے۔ اس کی لمبی ڈاڑھی اس پر طویل زمانہ تک پردہ نہیں ڈال سکے گی اور قرآنی آیت اس کے دجل اور کفر کا بھانڈا پھوڑ دے گی۔

سر سید جبرائیل امین کے منکر تھے: اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ فرشتوں پر ایمان لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور نظام کائنات چلانے کیلئے فرشتوں کو پیدا فرمایا ہے جن کی تعداد کا صحیح علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ پھر ان فرشتوں میں چار فرشتے نہایت مقرب اور مرتبے والے ہیں۔ یعنی حضرت جبرائیلؑ ' حضرت میکائیلؑ

حضرت اسرافیلؑ اور حضرت عزرائیلؑ ۔ حضرت جبرائیلؑ وہ فرشتہ ہے جو تمام انبیاء کرامؑ پر وحی لایا کرتے تھے۔ ہاں یہ بات قارئین کے مدنظر رہے کہ ماضی قریب میں ایک جھوٹا اور دونمبری نبوت کا دعویدار غلام قادیانی جہنم مکانی کے نام سے پیدا ہوا۔ اس کا کہنا ہے کہ میرے اوپر جو فرشتہ وحی لایا کرتا ہے اس کا نام ہے مسٹر ٹیچی ٹیچی۔ سبحان اللہ۔ مگر یہ تعجب کی بات نہیں ہے۔ دراصل غلام قادیانی اس دعویٰ میں خود اعتراف کرر ہا ہے کہ سارے نبیوں پر وحی لانے والا فرشتہ میرے پاس نہیں آیا کیونکہ وہ تو سچے نبیوں کے پاس آتا ہے جبکہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں جسے جہاد کا تصور مٹانے کیلئے ''نامزد'' کیا گیا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ جہاد باقی ہے اور غلام قادیانی بیت الخلاء کو چومتے چاٹتے اس دنیا کو اپنے منحوس جسم سے نجات دلا چکے ہیں۔

''قرآن پاک میں حضرت جبرائیلؑ کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قل من کان عدوا لجبریل فانه نزله علیٰ قلبک باذن الله آپ ﷺ فرما دیجئے کہ جو کوئی جبرائیل کا مخالف ہے تو انہوں نے تو اس قرآن کو آپ ﷺ کے قلب مبارک پر اللہ کے حکم سے نازل کیا ہے۔ (البقرة : ۹۷) دوسری جگہ ارشاد ہے

من کان عدوا لِلّٰہ وملا ئکته ورسله وجبریل ومیکال فان الله عدو للکافرین.

''جو کوئی مخالف ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا یا اس کے پیغمبروں کا یا جبرائیل کا اور میکائیل کا تو اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کا مخالف ہے'' (البقرة : ۹۸) جبرائیلؑ جیسا مقرب فرشتہ جس کی دشمنی کو اللہ تعالیٰ اپنی دشمنی قرار دے رہا ہے دیکھئے کہ سرسید اس کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے۔ وہ سرے سے جبرائیلؑ کے وجود کا منکر ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

''یہ بھی مسلم ہے کہ قرآن مجید بلفظہ آنحضرت ﷺ کے قلب پر نازل ہوا ہے یا وحی کیا گیا ہے خواہ یہ تسلیم کیا جاوے کہ جبرائیلؑ فرشتہ نے آنحضرت ﷺ تک پہنچا دیا جیسا کہ مذہب عام علماء اسلام کا ہے یا ملکۂ نبوت نے جو روح الامین سے تعبیر کیا گیا ہے آنحضرت ﷺ کے قلب پر القاء کیا گیا ہے جیسا کہ میرا خاص مذہب ہے۔ (تفسیر القرآن از سرسید ج ۱ص ۳)

اس عبارت میں سرسید نے اس بات کا انکار کیا کہ جبریل امین کوئی خارجی وجود ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ رسول اکرم ﷺ کی طبیعت میں ودیعت کردہ ایک ملکۂ نبوت کا نام ہے۔ نیز اس عبارت میں سرسید نے خود ہی کہہ دیا ہے کہ تمام علماء اسلام کا راستہ الگ ہے اور ''میرا خاص مذہب'' الگ ہے یوں من شذ شذ فی النار (جو تمام امت سے الگ ہوا وہ اکیلے دوزخ میں جا پڑے گا) کے مستحق ہو گئے ہیں۔ سرسید کے حضرت جبرائیلؑ کے انکار سے متعلق دیگر عبارات ملاحظہ ہوں۔

''پس وحی وہ چیز ہے جس کو قلب نبوت پر بسبب اسی فطرت نبوت کے مبداء فیاض نے نقش کیا ہے۔ وہی انتقاش قلبی کبھی مثل ایک بولنے والی آواز کے انہیں ظاہری کانوں سے سنائی دیتا ہے اور کبھی وہی نقش قلبی دوسرے بولنے

والے کی صورت میں دکھائی دیتا ہے مگر اپنے آپ کے سوانہ وہاں کوئی آواز ہے نہ بولنے والا۔۔۔۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ملکہ نبوت کا جو خدا نے انبیاء میں پیدا کیا ہے جبرائیل نام ہے“(تفسیر القرآن ج ا ص ۲۵) ”خدا اور پیغمبر میں بجز اس ملکہ نبوت کے جسے ناموس اکبر اور بزبان شرح میں جبرائیل کہتے ہیں اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانے والا نہیں ہوتا“ (ایضاً ص ۲۵) ”نبوت درحقیقت ایک فطری چیز ہے جو انبیاء میں بقضاء ان کی فطرت کے مثل دیگر قویٰ انسانی کے ہوتی ہے جس انسان میں وہ قوت ہوتی ہے وہ نبی ہوتا ہے۔“ (ایضاً ص ۲۳)

”اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام انبیاءؑ مؤید بتائید القدس ہیں اگر بحث ہو سکتی ہے تو روح القدس پر ہو سکتی ہے تمام علماء اسلام اس کو ایک مخلوق جداگانہ خارج از خلقت انبیاء قرار دے کر اس کو بطور ایلچی کے خدا و نبی میں واسطہ قرار دیتے ہیں اور جبرائیل اس کا نام بتاتے ہیں۔ہم بھی جبرائیل اور روح القدس کو شئی واحد تجویز کرتے ہیں مگر اس کو خارج از خلقت انبیاء مخلوق جداگانہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس بات کے قائل ہیں کہ خود انبیاءؑ میں جو ملکہ نبوت ہے اور ذریعہ مبدء فیاض سے ان امور کے اقتباس کا ہے۔جو نبوت یعنی رسالت سے علاقہ رکھتے ہیں۔وہی روح القدس ہے۔اور وہی جبرائیل ہے“(تفسیر القرآن از سر سید ج ۲ ص ۱۵۶ ج ا ص ۱۸۱، ۱۲۲، ۱۲۹، ۱۷۰)

<u>سر سید کی عربی شناسی :</u> یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ غزوۂ اُحد میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے کا ایک دانت مبارک شہید ہوا تھا چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں وان الرباعیة التی کسرت له علیه السلام هی الیمنیٰ السفلی '(السیرۃ النبویۃ ج ۳ ص ۵۷) ”نبی علیہ السلام کے سامنے کا داہنا نچلا دانت مبارک شہید ہوا تھا“ ۔ فن تجوید و قرأت کے لحاظ سے سامنے کے چار دانتوں میں سے ایک کو رباعی کہتے ہیں۔جیسے لغت کے امام ابن منظور افریقی لکھتے ہیں. والرُباعیة مثل الثُمانیة احد الاسنان الاربع (لسان العرب ج ۸ ص ۱۰۸) ”رباعی کا لفظ ثمانی کی طرح ہے۔یعنی سامنے کے چار دانتوں میں سے ایک۔سر سید نے رباعی کا لفظ دیکھ کر اسے اربع (چار) سمجھ لیا ہے اور حکم لگا دیا کہ آپ ﷺ کے چار دانت شہید ہوئے تھے“۔چنانچہ وہ لکھتے ہیں” آنحضرت ﷺ کے چار دانت پتھر کے صدمہ سے ٹوٹ گئے۔“(تفسیر القرآن ج ۴ ص ۶۴) قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ جو شخص رباعی اور اربعہ میں فرق نہیں کر سکتا وہ قرآن کی تفسیر لکھنے بیٹھ گیا ہے۔

<u>سر سید فرشتوں کے وجود کا منکر :</u>فرشتوں کا مستقل خارجی وجود قرآن و حدیث سے صراحۃً ثابت ہے اور فرشتوں کا اس طرح وجود ماننا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ان کے وجود کو مانے بغیر کوئی مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

قرآن پاک میں ہے کہ فرشتے خدا کی ایسی مخلوق ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور جس کام کا حکم دیا جاتا ہے اس کو بجالاتے ہیں۔(التحریم : ۶) نیز ارشاد ہے کہ کافروں کی جان قبض کرتے وقت فرشتے ان کو چہروں اور پیٹھوں پر مارتے ہیں(الانفال : ۵۰) اور مؤمنوں کو موت کے وقت سلام پیش کرتے ہیں اور جنت کی بشارت دیتے

ہیں۔(النحل:۳۲) قرآن کریم میں ہے کہ فرشتے حضرت ابراہیمؑ کے پاس انسانی شکل میں آئے حضرت ابراہیمؑ نے ان کو انسان سمجھ کر ان کیلئے بچھڑا ذبح کیا۔اور جب فرشتوں کے ہاتھ کھانے سے رک گئے تو حضرت ابراہیمؑ کو خوف محسوس ہوا۔پھر فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کو اسحاق بیٹے کی خوشخبری دی۔(الحجر: ۵۱۔۶۰) پھر یہی فرشتے حضرت لوطؑ کے پاس پہنچے اور قوم لوط پر عذاب ڈھانے لگے۔(الحجر:۵۸ تا ۷۷)اسی طرح حضرت جرائیلؑ کبھی انسانی شکل میں بارگاہ نبوی میں تشریف لاتے چنانچہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث''حدیث جبریل''میں جب سوالات کرنے کے بعد حضرت جبرائیلؑ تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا فانہ جبریل اتاکم یعلمکم دینکم ۔ ''یہ جبرئیلؑ تھے تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔(مشکوٰۃ کتاب الایمان) ان تمام آیات اور روایات سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کا مستقل خارجی وجود ہے۔مگر سرسید اس کے منکر ہیں۔وہ لکھتے ہیں کہ قرآن مجید سے فرشتوں کا ایسا وجود جیسا مسلمانوں نے اعتقاد کر رکھا ہے ثابت نہیں ہوتا۔(تفسیر القرآن ج ۱ ص۴۲) نیز لکھتا ہے''اس میں شک نہیں کہ جو حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے تھے انسان تھے اور قوم لوط کے پاس بھیجے گئے تھے۔(ایضاً ج ۵ ص۲۴) نیز لکھتا ہے''علماء مفسرین نے قبل اس کے کہ الفاظ قرآن پر غور کریں یہودیوں کی روایتوں کے موافق ان کا فرشتہ ہونا تسلیم کر لیا ہے۔حالانکہ وہ خاصے بھلے چنگے انسان تھے۔''(ایضاً ج ۵ ص۶۱) اس طرح قرآن پاک اور احادیث طیبہ میں بڑی وضاحت سے یہ بات آئی ہے کہ مختلف غزوات کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کیلئے فرشتوں کو بھیجا ہے۔جیسے کہ جنگ بدر اور جنگ حُنین کے موقع پر۔ان فرشتوں نے باقاعدہ کفار کے ساتھ جنگ لڑی ہے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی ہے۔سرسید اس کا منکر ہے وہ ولقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ و انتم اذلۃ (آل عمران : ۱۲۳) کے تحت لکھتا ہے۔''بڑا مسئلہ بحث طلب اس آیت میں فرشتوں کا لڑائی میں دشمنوں سے لڑنے کیلئے اترنا ہے۔میں اس بات کا بالکل منکر ہوں مجھے یقین ہے کہ کوئی فرشتہ لڑنے کو سپاہی بن کر یا گھوڑے پر چڑھ کر نہیں آیا۔مجھ کو یہ بھی یقین ہے کہ قرآن سے بھی ان جنگجو فرشتوں کا اترنا ثابت نہیں۔''(تفسیر القرآن از سرسید ج ۲ ص ۵۲)

سرسید کا واقعۂ معراج سے انکار: رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ واقعۂ معراج ہے۔جس میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو سرزمین حجاز سے بیت المقدس اور پھر آسمانوں کی سیر کرائی اور جنت و دوزخ کے حالات دکھائے۔یہ بات ذہن نشین رہے کہ معجزہ اسے کہتے ہیں جس کے کرنے سے نبی کے علاوہ دوسرے لوگ عاجز رہیں لہٰذا آنحضرت ﷺ کا واقعہ معراج تب معجزہ بنے گا جب ہم یہ تسلیم کرلیں کہ آنحضرت ﷺ کو معراج روح مع الجسد ہوئی تھی یعنی جسم اور روح دونوں کو معراج ہوئی تھی۔اگر اسے خواب یا تصور کا واقعہ قرار دیں تو معجزہ نہیں کہلایا جاسکتا کیونکہ خواب اور تصور میں کوئی بھی شخص اس قسم کا واقعہ دیکھ سکتا ہے۔یہ ممکن ہے کہ خواب میں کال کوٹھری میں بند' موت کا منتظر قیدی یہ دیکھ لے کہ وہ ساری دنیا کا بادشاہ بن گیا ہے۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک بڑا بادشاہ خواب میں

دیکھے کہ وہ قید میں بے بس پڑا ہوا ہے۔غرض یہ کہ خواب میں واقعہ معراج سمیت کوئی بھی واقعہ ممکن ہے لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ واقعہ معراج جیتے جاگتے روح مع الجسد کے ہوا تھا۔روایات میں آتا ہے کہ واقعہ معراج کا سن کر کفار و مشرکین مکہ نے اس کا انکار کیا۔اور آپ ﷺ کے ساتھ حجت بازی کرنے لگے۔بیت المقدس کی ساخت اور ہیئت کے بارے میں سوالات کرنے لگے۔اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ دیکھو تمہارا صاحب رات کے ایک مختصر عرصے میں اتنی بڑی سیر کا دعویٰ کررہے ہیں۔آپؓ نے بتایا میں آسمانوں سے حضرت جبرائیلؑ کا بار بار آپ ﷺ کے پاس آنا تسلیم کر کے اس سے بڑی بات تسلیم کرچکا ہوں۔ اسلئے میں اس سفر اسراء اور معراج کو حکمت پر مبنی سچا واقعہ تسلیم کرتا ہوں۔لہٰذا اگر واقعہ معراج خواب کا واقعہ ہوتا تو کفار و مشرکین کبھی آپ ﷺ کے ساتھ حجت بازی نہ کرتے۔

امام فخرالدین الرازیؒ (متوفی ۶۰۶ھ) تفسیر کبیر میں سُبحانَ الّذی اَسریٰ بِعَبدہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں ان العبد اسم لمجموع الجسد و الروح ''عبد کا لفظ جسم اور روح دونوں کو شامل ہے'' (تفسیر کبیر ج۴ص۲۰۱) قاضی عیاض مالکیؒ ''الشفاء'' میں فرماتے ہیں لو کان مناماً لقال بروح عبدہ ولم یقل بعبدہ ''اگر آپ ﷺ کو معراج خواب کی حالت میں ہوتی تو اللہ تعالیٰ فرماتے۔اللہ نے اپنے بندہ کی روح کو راتوں رات سیر کرائی اور اس طرح نہ فرماتے کہ اپنے بندے کو سیر کرائی۔'' (الشفاء ص ۸۶) علامہ علاء الدین علی البغدادی (متوفی ۷۴۱ھ) رقمطراز ہیں انہ اسریٰ بروحہ وجسدہ ''آپ ﷺ کو روح مع الجسد کے معراج ہوئی ہے'' (تفسیر خازن)

سر سید واقعہ معراج میں جسمانی معراج کا انکار کرتا ہے وہ لکھتا ہے ''ہماری تحقیق میں واقعہ معراج ایک خواب تھا جو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تھا اس خواب میں یہ بھی دیکھا کہ جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کا سینہ چیرا اور اس کو آب زمزم سے دھویا'' (تفسیر القرآن ج ۲ ص ۱۳۰) سر سید نے حضرت عائشہؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے بعض روایات سے استدلال کیا ہے جس سے بظاہر معراج جسمانی کا انکار ثابت ہوتا ہے۔اس سلسلے میں حقیقت یہ ہے کہ معراج جسمانی آنحضرت ﷺ کو ایک بار ہوئی تھی جبکہ روحانی معراج کئی بار ہوئی ہے۔معراج جسمانی مکہ میں ہوئی تھی جبکہ حضرت عائشہؓ کی رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ مدینہ منورہ ہی کی کسی معراج روحانی کے بارے میں حضرت عائشہؓ کا قول ہے ما فُقِدَ جسدُ النبی ﷺ ولکن اللہ اسریٰ بروحہ ''نبی ﷺ کا جسم مبارک غائب نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح مبارک کو سیر کرائی'' (معالم التنزیل) دوسرے امیر معاویہؓ کے انکارِ معراج جسمانی کے بارے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ معراج جسمانی مکہ میں ہوئی تھی جبکہ امیر معاویہؓ ۸ھ میں مدینہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے لہٰذا زمانہ قبل از اسلام کے بارے میں ان کا کوئی قول دلیل نہیں بن سکتا۔

<u>سر سید کا جنت و دوزخ کا انکار:</u> ''امم مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جنت و دوزخ حق ہیں اور دونوں

پیدا کی جا چکی ہیں۔خود قرآن پاک سے یہ ثابت ہے۔ارشاد خداوندی ہے وسارِعُوا اِلیٰ مغفرۃ من ربکم وجنۃٍ عرضُھا السمٰوٰت والارض اُعدت لِلمتقین (اٰل عمران : ۱۳۳) ''اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑ واور جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اورزمین جتنی ہے۔اور جو پرہیز گاروں کیلئے تیار کی جا چکی ہے۔'' دوزخ کے پیدا کئے جانے کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے فاتقوا النّارَ التی وقودُ ھا الناسُ وَالحجارۃُ اُعدت للکافرین (البقرۃ : ۲۴) ''پس ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہونگے جو کافروں کیلئے تیار کی جا چکی ہے۔'' سرسید جنت و دوزخ دونوں کے وجود کا انکار کرتا ہے وہ لکھتا ہے ''پس یہ مسئلہ کہ بہشت اور دوزخ دونوں بالفعل مخلوق وموجود ہیں قرآن سے ثابت نہیں۔(تفسیر القرآن ج ۱ ص ۳۰) نیز لکھتا ہے''اُعدت کے لفظ سے دوزخ کا موجود ہونا ثابت نہیں بس اس وقت نہ کوئی آدمی جہنم کی آگ کا ایندھن ہے اور نہ کوئی ایسی آگ موجود ہے جس کا ایندھن آدمی ہو'' (ایضا ج ۱ ص ۳۰) وہ مزید لکھتا ہے ''یہ سمجھنا کہ جنت مثل باغ کے پیدا کی ہوئی ہے اس میں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں۔باغ میں سرسبز وشاداب درخت ہیں دودھ وشراب وشہد کی نالیاں بہہ رہی ہیں ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ۔۔کوئی کسی کونہ میں کچھ کر رہا ہے کوئی کسی کونہ میں کچھ۔ایسا بیہودہ پن ہے۔جس پر تعجب ہوتا ہے اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات (شراب خانے) اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں (نعوذ باللہ)۔(ایضا ج ۱ ص ۲۳)

جنات وشیاطین کے وجود کا انکار: جنات وشیاطین کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور ایک راسخ العقیدہ مسلمان کیلئے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں مگر سرسید اس کا انکار کرتا ہے۔وہ حضرت سلیمانؑ اور ان کے ماتحت جنات کے کام کرنے کے قرآنی واقعہ پر تبصرہ کرتا ہے ''ان آیتوں میں''جن'' کا لفظ آیا ہے اس سے وہ پہاڑی اور جنگلی آدمی مراد ہے جو حضرت سلیمانؑ کے ہاں بیت المقدس بنانے کا کام کرتے تھے اور جن پر بسبب وحشی اور جنگلی ہونے کے جو انسانوں سے جنگلوں میں چھپے رہتے تھے اور نیز بسبب قوی اور طاقتور اور محنتی ہونے کے''جن'' کا اطلاق ہوا ہے۔پس اس سے وہ جن مراد نہیں جن کو مشرکین نے اپنے خیال میں ایک مخلوق مع ان اوصاف کے جو ان کے ساتھ منسوب کئے ہیں' مانا ہے اور جن پر مسلمان بھی یقین کرتے ہیں۔(تفسیر القرآن ج ۳۔ص ۶۷) وہ شیطان کا الگ مستقل وجود تسلیم نہیں کرتا بلکہ انسان کے اندر موجود شر انگیز صفت کو شیطان قرار دیتا ہے۔وہ لکھتا ہے: ''انہی قویٰ کو جو انسان میں ہے اور جن کو نفس امارہ یا قوائے بہیمیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہی شیطان ہے۔'' (ایضا ج ۳ ص ۴۵)

سرسید اور ان جیسے دیگر روشن خیالوں کی فکری جولانیوں کو دیکھ کر یہی کہا جاسکتا ہے کہ

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے ؟
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھیے ؟

مولانا تنویر خالد قاسمی
سیتامڑھی' بہار

''اسلام میں عورتوں کے حقوق' غیروں کی نظر میں

حرف آغاز:

مذہب اسلام اس دنیا میں اس وقت آیا جب انسانیت دم توڑ رہی تھی' انسانی ظلم وجور پر ظلم کی تاریخ بھی آنسو بہا رہی تھی' اور عدل ومساوات کی روح تقریباً عنقا ہو چکی تھی' اسلام نے ایسے نامساعد حالات کے باوجود برابری کا نعرہ بلند کیا' اور عملاً بھی اس کی شاندار تصویر پیش کی اور حاکم ومحکوم' شقا وغلام اور اونچ ونیچ کے ناہموار ٹیلوں سے بھرے صحرائے انسانیت میں عدل وانصاف' برابری ومساوات اور یکسانیت وہم آہنگی کے پھول کھلا کر ہر سو نسیم صبح چلادی۔

''مشتے از خروارے'' کے طور پر اسلامی مساوات میں ہم ''حقوق نسواں'' پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ جو عورت عالم گیتی پر جانوروں' بلکہ جانوروں سے بھی زیادہ بے وقعت ومظلوم تھی' کو اسلام نے ذلت ونکبت کے تحت الثریٰ سے اٹھا کر بلندی وعظمت کے بام ثریا پر رونق افروز کردیا' اور اسے ایسے ایسے حقوق عطا کئے جس کا تصور بھی اسلام سے پہلے ناممکن اور معدوم تھا۔۔۔ مگر آج جبکہ ہر طرف سے اسلام پر یورش ہو رہی ہے اور طرح طرح کی بیجا تنقیدوں اور لغو اتہامات کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور اسلامی اقدار وروایت کو ناقص بلکہ ظلم اور عدم مساوات سے عبارت گردانا جا رہا ہے اور زور وشور سے اس بات کا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو اس ناجائز حقوق سے محروم رکھا ہے' اور اس کیساتھ عدل ومساوات کا معاملہ نہیں کیا' حالانکہ اگر عقل وخرد کو تعصب سے پاک وصاف رکھا جائے اور دل ودماغ سے منصفانہ جائزہ لیا جائے تو یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہو جائے گی' کہ عورت چونکہ تمدن انسانی کا محور ومرکز ہے' گلشن ارضی کی زینت ہے' اس لئے اسلام نے باوقار طریقے سے اسے ان تمام معاشرتی حقوق سے نوازا جن کی وہ مستحق تھی' چنانچہ اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ قرار دیا' دیگر اقوام کے برعکس اسے ذاتی جائیداد ومال رکھنے کا حق عطا کیا' شوہر سے ناچاقی کی صورت میں خلع کی صورت دکھلائی' وراثت میں اس کا حصہ مقرر کرایا' اسے معاشرہ کی قابل احترام ہستی قرار دیا' اور اس کے تمام جائز قانونی حقوق کی نشاندہی کی' حاصل یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کو جس قدر حقوق دیئے ہیں' خواہ اس کا تعلق ذاتی جائیداد ووراثت سے ہو یا شادی یا طلاق کا مسئلہ ہو' کوئی دوسرا مذہب اس کا عشر عشیر بھی پیش کرنے سے عاجز وقاصر ہے۔

دوسری طرف اگر آج ہم افتراپردازوں کے نعرے اوران کے نتائج پر غور کریں تو اس پرفریب نعرہ نے اس بیچاری کو اس کے سوا کچھ نہیں دیا کہ وہ دفتروں میں کلرکی کرے' اجنبی مردوں کی پرائیویٹ سیکرٹری بنے' تجارت چمکانے کے لئے سیلزگرل بنے اور اپنے ایک ایک عضو کو سربازار رسوا کرکے گاہکوں کو دعوت نظارہ دے' ان سب سب کا نتیجہ کیا نکلا؟ طلاق کی شرح میں زبردست اضافہ' ناجائز بچوں کی بہتات' ایڈز کا شیوع' غرضیکہ تمام معاشرتی واخلاقی خرابیاں اسی نام نہاد'' آزادی نسواں'' کا ثمرہ تلخ ہے۔

اسلام نے عورتوں کو کتنی ترقی دی؟ کیسا بلند مقام عطا کیا؟ قرآن کریم کی لاتعداد آیتوں اور بے شمار احادیث سے اس کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے' اسلام نے پوری دنیا کے سامنے حقوق نسواں کا ایسا حسین تصور پیش کیا اور عورتوں کے تئیں وہ نظریات اپنائے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی اس مثبت و مساوی نظام عمل پر عش عش کرا ٹھے' اور یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ اسلام ہی دراصل حقوق نسواں کا علم بردار اور حقیقی ضامن ہے' آج اگر مغرب اور مغرب پرست اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور اسلام کو حقوق نسواں کی راہ میں رکاوٹ قرار دیتے ہیں' تو یہ صرف حقیقت سے چشم پوشی کرکے اسلام کو بدنام کرنے کی سازش کے تحت ہے مگر ''پاسبان مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے''

چنانچہ آج بھی بہت سے غیر مسلم مفکرین اور دانایان فرنگ اعتراف حقیقت کرتے ہوئے اسلام ہی کو صنف نازک کا نجات دہندہ اور حقوق نسواں کا پاسدار سمجھتے ہیں' چنانچہ اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ اسلام نے ہی عورت کو تمام معاشی' معاشرتی اور اخلاقی حقوق دیئے جن کا تصور قبل از اسلام بعید از قیاس تھے۔

''ای بلائیڈن'' رقمطراز ہیں ''سچا اور اصلی اسلام جو محمد ﷺ لے کر آئے۔اس نے طبقہ نسواں کو وہ حقوق عطا کئے جو اس سے پہلے اس طبقہ کو پوری انسانی تاریخ میں نصیب نہیں ہوئے تھے (سنت نبوی اور جدید سائنس)

''ڈبلیو لائٹرز'' لکھتے ہیں: عورت کو جو تکریم اور عزت محمد ﷺ نے دی وہ مغربی معاشرے اور دوسرے مذاہب اسے کبھی نہ دے سکے۔

(Mohammadanism in religious system of the world)

''ای ڈرمنگھم'' حضور ﷺ کی تعلیمات کو سراہتے ہوئے اور اسلام کے عورتوں کی زندگی کے تبدیل کردینے کے تعلق سے لکھتا ہے: اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ محمد ﷺ کی تعلیمات نے عربوں کی زندگی بدل دی' ان سے پہلے طبقہ نسواں کو کبھی وہ احترام حاصل نہیں ہوسکا تھا جو محمد ﷺ کی تعلیمات سے انہیں حاصل ہوا' جسم فروشی' عارضی شادیاں اور آزادانہ محبت ممنوع قرار دے دی گئی لونڈیاں اور کنیزیں جنہیں اس سے قبل محض اپنے آقاؤں کی دل بستگی کا سامان سمجھا جاتا تھا وہ بھی حقوق و مراعات سے نوازی گئیں۔(The Life of Mohammad)

ڈبلیو ڈبلیو کیش کہتے ہیں'' اسلام نے عورتوں کو پہلی بار انسانی حقوق دیئے اور انہیں طلاق کا حق دیا (The

Eupensin of Islam)

حقوق نسواں اور اس کے چند اہم پہلو:

عموماً عورتوں کو زندگی میں تین اہم مراحل سے گزرنا پڑتا ہے: (۱) پیدائش سے شادی تک (۲) ازدواجی زندگی (۳) شوہر کے بعد کی زندگی۔

پیدائش سے شادی تک:

پہلے مرحلے میں یہ بات واضح ہے کہ ازدواجی زندگی تک جب ہی پہنچا جا سکتا ہے جبکہ وجود (پیدائش) کو بقا حصال ہو مگر اسلام سے پہلے انسان کے اندر صفت بہیمیت پوری طرح غالب آ گئی تھی' چنانچہ صنف نازک کیساتھ غلاموں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا جاتا تھا' تین سال' پانچ سال کی نوعمر بچیوں کو محض اسلئے پیوند خاک کر دیتے تھا کہ ان کی ناک نہ کٹ جائے' کوئی ان کا داماد نہ کہلانے لگے' لیکن اسلام نے ''واذ الموءدۃ سئلت بای ذنب قتلت'' کے جانفزا حکم کے ذریعہ اس فتنہ دخترکشی کا سدباب کر دیا اور ڈوبتی انسانیت کو حیات اور حوا کی بیٹی کو جینے کا حق دیا۔

''آئرینا میڈمکس (Women in islam 1930) میں اسلام اور ماقبل اسلام عورت کی زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے ''محمد ﷺ نے ان چیزوں کو اپنی پسندیدہ قرار دیا ہے' نماز' روزہ' خوشبو اور عورت' عورت آپ ﷺ کیلئے قابل احترام تھی' معاشرہ میں جہاں مرد اپنی بیٹیوں کو پیدائش کے وقت زندہ دفن کیا کرتے تھے' محمد ﷺ نے عورت کو جینے کا حق دیا'' (سنت نبوی اور جدید سائنس ۲)

''جنرل گلپ پاشا'' نے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر ایک کتاب لکھی ہے (The Life and Tims of Mohammad) وہ اس میں پہلے اسلامی حقوق وراثت کی تعریف کرتے ہیں اور پھر آگے لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ نے لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کا بالکلیہ خاتمہ کر دیا'' (ایضاً)

''ریونڈ جی ایم راڈویل'' ایک انتہائی متعصب عیسائی ہے' مگر اعتراف حق سے اپنے آپ کو نہ روک سکا کہ قرآن نے خانہ بدوشوں کی دنیا بدل ڈالی' دخترکشی کو ختم کر دیا اور تعدد ازدواج کو محدود کر کے احسان عظیم کر دیا' چنانچہ اس نے بے اختیار لکھ دیا'' قرآنی تعلیمات سے سیدھے سادھے خانہ بدوش ایسے بدل گئے کہ جیسے کسی نے ان پر سحر کر دیا ہو' اولاد کشی ختم کرنا' توہمات کو دور کرنا' بیویوں کی تعداد گھٹا کر ایک حد مقرر کرنا' وغیرہ وہ چیزیں ہیں جو عربوں کے لئے بلاشبہ برکت اور نزول حق تھیں' گو عیسائی ذوق اسے تسلیم نہ کرے۔ (فاران ستمبر ۱۹۷۶ء بحوالہ میری آخری کتاب)

دوسرا مرحلہ ''ازدواجی زندگی'' ہے۔

اس مرحلے میں عورت کو بہت کچھ نرم گرم سہنا پڑتا ہے' بسا اوقات شوہر کی شہوت اس سے پوری نہیں ہو پاتی تو وہ دیگر راہیں ڈھونڈتا ہے' اخلاقی وتہذیب کی حد کو پار کر کے بازاری یا ان جیسی عورتوں سے ناجائز تعلقات قائم کرتا ہے

اور پھر میاں بیوی کی زندگی اجیرن بن کر رہ جاتی ہے' اسلام نے ان ہی خرابیوں اور نقصانات سے بچاؤ کیلئے ''تعدد ازدواج'' کی اجازت دی ہے' اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والے بڑے زور شور سے یہ کہتے ہیں کہ تعدد زوجگی میں عورتوں کا استحصال ہوتا ہے اور ان کا حق منقسم ہو کر رہ جاتا ہے اور سوکن کی شکل میں طرح طرح کی ذہنی' جذباتی اور معاشرتی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے' پروپیگنڈہ کتنا مبنی بر حقیقت ہے اور تعدد ازدواج میں کیا کیا مصالح مضمر ہیں؟ یہ انسانی فطری طریقہ ہے یا اس سے متصادم؟ اس قسم کے سوالوں کا جواب الحمدللہ بہتوں نے دیا ہے اور اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی گئیں ہیں' ہم تفصیل میں جانا نہیں چاہتے تاہم یہ ضرور کہیں گے کہ اسلام سے پہلے بھی تعدد ازدواج کی رسم رہی ہے اور اس کے بعد بھی جاری ہے' بلکہ اسلام نے تو اپنے متبعین کے لئے ایک حد مقرر کی ہے جبکہ اسلام کے علاوہ میں اس کی کوئی تحدید نہیں ہے۔

موجودہ زمانہ میں بھی تعدد ازدواج کی شکل پائی جاتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اسلام میں قانوناً اور فطرۃً اور غیروں میں جانوروں کی طرح ...... یہ گرل فرینڈ کیا ہے؟ کوئی زہر ہلاہل کو قند کہہ دے تو کیا اس کی حقیقت بدل جائے گی اور قند بن جائے گا؟ نہیں! بلکہ مزید دھوکہ دہی اور فریب کا الزام لگے گا۔

یہی قول مشہور Theosophist نیت بسنت کا ہے موصوفہ اسی پوشیدہ ازدواج پر روشنی ڈالتی ہوئی یورپ کی اخلاق باختہ حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں: ''مغرب میں جھوٹی اور نمائش یک زوجگی ہے بلکہ فی الحقیقت تعدد ازدواج ہے مگر کسی ذمہ داری کے بغیر۔ جب آشنا عورت سے مرد کا دل بھر جاتا ہے تو اسے وہ نکال باہر کرتا ہے اور اس کے بعد وہ کسبی عورت بن جاتی ہے کیونکہ اس کا ابتدائی محب اس کے مستقبل کی ذمہ داری نہیں لیتا اور وہ تعدد ازدواج والے گھر میں محفوظ بیوی اور ماں بننے کے مقابلہ میں سوگنا بدتر ہوتی ہے۔ جب ہم ہزاروں مصیبت زدہ عورتوں کو دیکھتے ہیں جو یورپ کے شہروں میں رات کے وقت سڑکوں پر ہجوم لگائے ہوئے چلتی ہیں تو ہمیں یقیناً یہ محسوس کرنا پڑتا ہے کہ مغرب کو تعدادِ ازدواج کے سلسلے میں اسلام پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اسلام تعدد ازدواج کے محاسن وفوائد اور مغربی تعدد ازدواج کی قباحت ونقصان پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید رقم کرتی ہیں۔

''عورت کیلئے یہ کہیں زیادہ بہتر' کہیں زیادہ مسرت انگیز اور کہیں زیادہ عزت بخش ہے' کہ وہ (اسلامی) تعدد ازدواج کے سسٹم کے تحت زندگی گزارے' وہ ایک مرد سے متعلق ہو' حلال بچہ اس کی آغوش میں ہو اور وہ عزت کے ساتھ جی رہی ہو' اسکے مقابلے میں (یورپین تعدد ازدواج) کہ اس کی عصمت دری کی جائے' وہ سڑکوں پر نکال باہر کر دی جائے' بسا اوقات ایک حرامی بچہ کے ساتھ جو غیر قانونی ہو' اس کی کوئی جائے پناہ نہ ہو' کوئی اس کی فکر کرنے والا نہ ہو' اس کی راتوں پر راتیں اس طرح گزریں کہ وہ کسی بھی راہ گیر کا صید زبوں بننے کو تیار ہو' مادریت کے شرف سے محروم سب کی دھتکاری ہوئی ہو۔ (Marrage commision report) بحوالہ تعدد ازدواج: سید حامد علی)

والیٹر: ایک مشہور فرانسیسی مؤرخ ہے' تہذیب اسلام پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''میں آپ سے کہتا ہوں کہ وہ لوگ جاہل اور ضعیف العقل ہیں جو مذہب اسلام پر دیگر اتہامات کے علاوہ عیش پرستی و راحت کوشی کا الزام لگاتے ہیں' یہ سب اتہامات بے جا اور صداقت سے مبرا ہیں۔

ڈاکٹر ''موسیو لیبان'' مصنف تمدن عرب رقم طراز ہیں:

مسلمان کی جائز کثرت ازدواج یورپ کے ناجائز کثرت ازدواج سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے' اسلام پر جس دریدہ ذہنی سے نکتہ چینی کی جاتی ہے اور جس بری صورت میں اسے پیش کیا جاتا ہے وہ فرضی مہیب صورت بھی یورپ کے موجودہ معاشرہ کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتی' دراصل یورپین ممالک میں عصمت عنقاء بن گئی ہے۔ (اسلام اور تعدد ازدواج)

تیسرا اہم مرحلہ ''شوہر کے بعد کی زندگی'' ہے۔

اسلام سے پہلے ہوتا یہ تھا کہ جب عورت غیر شادی شدہ ہے اس کی کفالت باپ کے ذمہ ہوتی تھی اور شادی کے بعد شوہر کے زیر دست رہتی' باپ سے اسے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔

اس لئے ہندوستان وغیرہ میں جہیز کا دور دورہ ہوا کہ والدین سے وراثت تو ملتی نہیں اس لئے جہیز میں جو کچھ دے سکتے ہوں دے دیں اسی طرح شادی کے بعد اتفاق سے شوہر کا انتقال اس عورت سے پہلے ہو جائے تو عورت کو شوہر کی جائیداد سے پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملتی تھی' جس کا شاخسانہ ستی کی رسم ہے بلکہ تمام مال غیروں کا ہو جاتا جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ ہوتا تھا' مگر اسلام نے آتے ہی اس رسم کا خاتمہ کر دیا جس کی وجہ سے عورت جیتے جی مردہ بن کر رہ جاتی تھی اور قرآن کریم نے "والذین یتوفون منکم الخ" اور آیت میراث کے ذریعہ اس کا حصہ بیان کر کے اس فتنہ کا سدباب کر دیا۔ اسلام کی انہی خوبیوں کو سراہتے ہوئے فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاولی لکھتے ہیں:

''اسلام نے عورتوں کی تمدنی حالت پر نہایت مفید اور گہرا اثر ڈالا ذلت کی بجائے عزت و رفعت سے سرفراز کیا اور کم و بیش ہر میدان میں ترقی سے ہمکنار کیا چنانچہ قرآن کا ''وراثت و حقوق نسواں'' یورپ کے ''قانون وراثت'' اور ''حقوق نسواں'' کے مقابلہ میں بہت زیادہ مفید اور فطرت نسواں کے زیادہ قریب ہے۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس)

پروفیسر D.S Margoliouth یورپی مصنف ہے جو اسلام اور پیغمبر علیہ السلام اسلام کی دشمنی' بہتان تراشی اور اعتراضات والزامات کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا' مگر ضمیر کی آواز کو دبا نہ سکا' چنانچہ وہ عیسائیت و یہودیت پر حقوق نسواں کے تعلق سے تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''دور جاہلیت کے عرب تو ایک طرف رہے' عیسائیت اور یہودیت میں بھی یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ عورت بھی صاحب حیثیت اور مالک جائیداد ہو سکتی ہے' یہ مذاہب اس کی اجازت نہیں دیتے کہ عورت بھی مردوں کی طرح

معاشی اعتبار سے خوشحال ہو سکے عورتوں کی حقیقی حیثیت ان مذاہب اور ثقافتوں و معاشروں میں باندی کی سی تھی جو مرد کے رحم و کرم پر زندگی بسر کرتی تھی' محمد ﷺ نے عورت کو آزادی عطا کی' خود مختاری دی اور خود اعتمادی کیساتھ جینے کا حق دیا (ایضاً)

دہلی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر راجندر صاحب نے ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

تاریخی طور پر اسلام عورتوں کو جائیداد کے حقوق دینے میں بہت زیادہ فراخ دل اور ترقی پسند رہا ہے' یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۵۶ء میں ہندو کوڈ بل سے قبل ہندو عورتوں کا جائیداد میں کوئی حصہ نہیں تھا' حالانکہ اسلام مسلم عورتوں کو یہ حق ۱۴سو سال پہلے دے چکا تھا۔(The Stetement Dehli)

حرف آخر:

عورت چونکہ گھر کی زینت ہے اس لئے اس زینت کو نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لئے اسلام نے کچھ حدود قائم کئے ہیں' لیکن ایسا نہیں ہے کہ ان پابندیوں سے عورت کو کوئی نقصان پہنچا ہو' اسے کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑا ہو بلکہ یہ تو عین حیا اور غیرت وقار کا تقاضا ہے' انہیں خیال کا اظہار ہملٹن ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''اسلام کے احکام عورتوں کے بارے میں نہایت واضح ہیں' اس نے عورتوں کو ہر اُس چیز سے بچانے کی کوشش کی ہے جو عورتوں کو تکلیف پہنچائے اور ان پر دھبہ لگائے' اسلام میں پردہ کا دائرہ اتنا تنگ نہیں ہے جتنا بعض لوگ سمجھتے ہیں' بلکہ وہ عین حیا اور غیرت و وقار کا تقاضہ ہے۔''

سر جان بیگٹ رقم طراز ہے:

''واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے عورتوں پر جو پابندیاں عائد فرمائی ہیں ان کی نوعیت سخت نہیں ہے بلکہ ان پابندیوں میں عورتوں کے لئے آسانیاں فراہم کی گئیں ہیں۔'' (محمد ﷺ بحوالہ سنت نبوی اور جدید سائنس)

غیروں کے اعتراف حقیقت کے بعد بلا اختیار قلب و ذہن میں ان الدین عند اللہ الاسلام دھڑکن بن کر دھڑکنے لگتا ہے اور مشاہدہ کی آنکھوں سے ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم کی تفسیر دیکھنے کو ملتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اعتراف حق کے ساتھ ساتھ قبول حق کے بھی حصہ دار بن جاتے۔ (بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم ''دیوبند'')

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔
آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں
editor_alhaq@yahoo.com

(آخری قسط)

مولانا حذیفہ غلام محمد وستانوی*

سقوط غرناطہ کی کوکھ سے امریکہ کا جنم (ایک دریافت)

(یعنی امریکی مظالم کی تاریخ حقائق کے آئینے میں)

کولمبس کا مختصر تعارف:

کرسٹوفر کولمبس ۱۴۵۱ میں اٹلی میں اون اور ریشم کے پارچہ باف ڈومنی کولمبس کے ہاں پیدا ہوا اور جلد ہی لکھنا پڑھنا سیکھ گیا، کم عمری میں ہی اپنے باپ کے کاروبار میں شریک ہوگیا لیکن اسکی دلچسپی ہمیشہ بحری جغرافیے سے رہی، نوعمری میں ہی کولمبس نے بحری نقشے بنانے اور سمجھنے شروع کر دیئے تھے۔ ۱۴ رسال کی عمر میں وہ بحری جہاز پر ملاح کی حیثیت سے ملازم ہوگیا اور ۲۱ سال کی عمر میں اس کا شمار بحری مہم جوؤں میں ہونے لگا۔ ۱۴۷۷ میں کولمبس مستقلاً پرتگال میں آبسا چونکہ پندرہ ویں صدی میں پرتگال کے ساحلوں سے بحری مہم جوئی اٹلی کی نسبت زیادہ منفعت بھری تھی۔

1478 میں لزبن میں کولمبس کی شادی پورٹو سانٹو کے گورنر بارٹولوموکی بیٹی فلیپا مونیز سے انجام پائی۔ اسی دوران کولمبس کے ذہن میں ایسی بحری مہم جوئی کا سوال سنجیدگی سے ابھرنے لگا کہ جس کا نتیجہ مالی منفعت، حیران کن نتائج اور نامعلوم زمینوں کی دریافت سے ہو۔ گورنر بارٹولومو خود بھی بحری مہم جوئی سے وابستہ رہا تھا اور سمندری جغرافیے پر حیران کن حد تک سائنسی معلومات رکھتا تھا۔ کولمبس کا بہترین رہنما ثابت ہوا۔ بارٹورمو کی وفات پر اس کے تمام کاغذات اور کتابیں کولمبس کے تصرف میں آگئیں جن میں تفصیلی سمندری نقشے، چارٹ، سمندر میں مختلف علاقوں کے موسمی حالات، پانی کا دباؤ، لہروں کی اٹھان، امکانی مصائب، بحری مہم جوؤں کے انٹرویوز، بحری جہازوں کی موزونیت اور اسی طرح کی بیش بہا معلومات نے کولمبس کے مغرب کی طرف سے مشرق میں پہونچنے کے نظریہ کو صیقل کردیا۔ کولمبس اپنے تجربے معلومات اور تحقیق سے اس نظریہ میں پختہ ہو چکا تھا کہ انتہائی مشرق میں مغرب کی طرف سے سمندری راستے سے پہنچا جاسکتا ہے۔

غالبا کولمبس نے اپنے اس نظریہ کی بنیاد مارکو پولو کے اس نظریہ پر رکھی جس میں مارکو پولو نے قبلائی خان کے عہد میں چین کا محل وقوع جزائر کیری کے متواتر قرار دیا تھا۔ سو کولمبس کے خیال میں یہ عین ممکن تھا کہ اگر وہ جزائر کیری سے بحری مہم کا آغاز کرے تو وہ مغرب کی سمت سے سمندر میں سفر کرتے ہوئے بالآخر مشرق میں پہنچ سکتا ہے۔ اس کے

علاوہ پندرویں صدی میں زمین کے گول ہونے کے بجائے بیضوی مانا جانا اور تمام سمندروں کا آپس میں جڑے ہونے کے تصور بھی کولمبس کو اپنے نظریہ پر ثابت قدمی سے جمے رہنے پر مائل رکھتا تھا۔

پندرھویں صدی کے مہم جوؤں کی مجبوری کے عین مطابق کولمبس کو بھی ایک ایسے مقتدر اعلیٰ سر پرست کی ضرورت تھی کہ جو اس کی دریافت کردہ دنیا کو قانونی سیاسی مالی وفوجی تحفظ فراہم کرسکے تاکہ وہاں پر آبادکاری کے حقوق محفوظ رکھے جاسکیں اور نئی دریافت کردہ کالونی قانونی ملکیت کے حصار میں آکر کسی اور کے دعوی ملکیت سے محفوظ ہوجائے۔ سرپرستی کی اس ضرورت کے مدنظر کولمبس نے ۱۴۸۱ میں پرتگال کے بادشاہ جان دوئم سے اپنی بحری مہمات کی کفالت اور سرپرستی کرنے کی درخواست کی جو پرتگال کی جغرافیائی کونسل نے مسترد کردی۔ اسی طرح ۱۴۸۲ میں برطانیہ اور ۱۴۸۴ میں فرانس کے بادشاہ نے بھی کولمبس کی درخواست کو شرف قبولیت سے محروم رکھا۔ ۱۴۸۵ میں کولمبس اسپین کے شاہی دربار سے مدد حاصل کرنے کی غرض سے اسپین آیا اور قرطبہ میں مقیم ہوگیا۔ یوں وہ قرطبہ، غرناطہ اور سرقسطہ میں امراء اور حکام کو اپنی مہم جوئی کے منصوبے کے حق میں استوار کرتا رہا۔ اندلس میں کولمبس کا قیام طویل اور انتظار طویل تر ہوتا گیا چونکہ اس دوران اسپین کے اکثر ریاستی حکمران مسلمانوں کے خلاف نبرد آزمائی میں مصروف تھے۔ کاسٹائل کی ملکہ ازابیلا اور آراگون کا بادشاہ، دونوں کی مشترکہ افواج کے ذریعے سپین کو متحد کرنے اور وہاں سے مسلمانوں کی بیخ کنی کرکے سپین کو عیسائی چرچ کے تحت لانے کے منصوبے پر کاربند تھے۔

۱۴۹۲ میں اندلس کی آخری مسلمان حکومت کے سقوط کے ساتھ ہی ملکہ ازابیلا نے اپنی سلطنت کو دور دراز تک وسعت دینے، شاہی خزانے کو بھرنے اور ملک ہوس گیری کی تسکین کی خاطر کولمبس کے نئی دنیا کی دریافت کے منصوبے پر بات چیت کے لئے اسے شرف ملاقات بخشا۔ ملکہ ازابیلا کے مذہبی مشیر فادر مارچینا نے اس ملاقات کا احوال اپنی یادداشتوں میں قلم بند کیا ہے۔ فادر مارچینا لکھتا ہے کہ:

''۷ اپریل ۱۴۹۲ کی صبح ملکہ ازابیلا نے کولمبس کے لئے طلب کیا تو وہ اپنے شوہر فرڈی ننیڈ کی نسبت کولمبس سے زیادہ گرم جوشی اور خوش اخلاقی سے پیش آئی۔ وہ اپنے شاہانہ جاہ وجلال کے ساتھ قیمتی آرام دہ کرسی پر اپنے شوہر فرڈی ننیڈ کے پاس ہوئی تھی جبکہ فرڈی ننیڈ قدرے لاتعلق اور بے زار نظر آتا تھا۔ ملکہ کے ریشم جیسے سنہرے بال، گہری نیلی آنکھیں اور مدہم آواز ماحول کو طلسماتی بنائے ہوئے تھی اور وہ اپنے شوہر سے زیادہ مذہبی اور دوراندیش نظر آتی تھی۔ ملکہ کا ہم عمر کولمبس ملکہ کے سامنے دست بستہ وخمیدہ کھڑا تھا۔ اس موقع پر ملکہ ازابیلا اور کولمبس کے درمیان براہ راست یوں مکالمہ ہوا''۔

ملکہ ازابیلا کیا توقع رکھتے ہو؟

''کولمبس: مجھے امیر البحر کا خطاب اور مراعات تفویض کی جائیں اور میں جن ملکوں کو فتح یا دریافت کروں

وہاں مجھے سپین کی شاہی حکومت کا وائسرائے مقرر کیا جائے۔اس کی علاوہ نو دریافت کدہ علاقوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کا دسواں حصہ میرے لئے مختص ہو جبکہ میں اس بحری مہم کے کل اخراجات کے آٹھویں حصے کی ذاتی سرمایہ کاری کی وضاحت ہونی چاہئے۔کولمبس: اس آٹھویں حصہ کی ذاتی سرمایہ کاری کے عوض متوقع آمدنی میں سے مزید آٹھویں حصے کے حصول کی توقع رکھتا ہوں۔میں جو بھی علاقے اور ملک دریافت یا فتح کروں گا وہاں پر عیسائیت پھیلانے کا' کام صدق دل اور پوری کوشش سے کروں گا۔میں نا معلوم زمینوں پر عیسائیت کا نمائندہ بن کر اور عیسائی چرچ کا پیغام لے جانا چاہتا ہوں۔میں دریافت کردہ ملک سے ہونے والی آمدنی کا معقول حصہ یروشلم میں مسلمانوں سے عیسائی معبد گاہوں کی بازیافت میں خرچ کرنے کا مضبوط ارادہ رکھتا ہوں'۔۳۔(امریکن ہسٹری۔جلداول ۱۸۰۰)

کولمبس کے خیالات پر ملکہ ازابیلا فرط مسرت سے جھوم اٹھی اور بے ساختہ کہا کہ اگر اس بحری مہم کے لیے مجھے اپنے جواہرات بھی رہن رکھنا پڑیں تو میں دریغ نہیں کروں گی۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ بادشاہ فرڈی ننڈ' کولمبس کے منصوبے پر تحفظات رکھتا تھا' ازابیلا نے کولمبس کی تمام شرطیں خوشدلی سے تسلیم کرتے ہوئے اسے جلداز جلد اس بحری مہم پر روانہ ہوجانے کی ہدایت کرتے ہوئے رخصت کیا۔

۱۷راپریل کو غرناطہ میں اس مشہور عالم معاہدے پر دستخط ہوئے جس کی رو سے کولمبس امیر البحر اور نئی دریافت ہونے والی دنیا میں ملکہ ازابیلا کا وائسرائے مقرر ہوا۔معاہدے نے نئی دنیا کی دریافت کی بحری مہم کے لئے کولمبس کو تین بحری جہاز' سونے کے دو ہزار سکے (مارا ویدیز) سو، ملاح اور فوجی، سیاسی و قانونی تحفظ فراہم کردیا۔ معاہدے پر ملکہ ازابیلا، بادشاہ فرڈی ننڈ، کرسٹوفر کولمبس، فادر مرچینا اور ملکہ کے مالیاتی معتمد جیس پرٹریزو کے دستخط ثبت ہیں۔اس اعلانیہ معاہدے کے سواء اندرخانے بھی کچھ یقین دہانیاں اور وعدے وعید ملکہ اور کولمبس کے درمیان فادر مرچینا اور کارڈینیل ہرنینڈ وٹالاویرا کے توسط سے ہوچکے تھے جبکہ ملکہ کے یہودی مصاحبین نئی دنیا کی دریافت کے منصوبے کے حق میں ملکہ ازابیلا پر شدید دباؤ ڈال رہے تھے جن میں مالی دباؤ سرفہرست تھا۔

اس خفیہ معاہدے میں کولمبس کی طرف سے اسپین کے کیتھولک چرچ کے سربراہ فرائے پریز کی شخصی ضمانت اور چرچ کی کاوشیں بھی شامل تھیں۔ملکہ کو یہ یقین دلایا جاچکا تھا کہ کولمبس دریافت کردہ نئے ممالک سے حاصل کردہ سونا، ہیرے، جواہرات، غلام خدمت گار اور نوادرات کے ڈھیر لگادے گا جس سے نہ صرف ملکہ کے ذاتی اثاثوں میں اضافہ ہوگا بلکہ اس سے اسپین کے سرکاری خزانے کو بھی سہارا ملے گا جو مسلسل جنگ کی اخراجات کی بناء پر دیوالیہ کے قریب پہنچ چکا ہے۔(واضح رہے کہ سقوط غرناطہ کے بعد فاتح عیسائی حکمرانوں کے خزانے الحمراء سے ملنے والی دولت کے بل بوتے پر دیوالیہ ہونے سے محفوظ رہے تھے۔)

چھ ماہ کی مختصر مدت میں اسی معاہدے کے بطن سے امریکہ نے جنم لیا یوں ملکہ ازابیلا کی خون آشامی، اس کی

سرشت میں رچی ہوئی بے رحمی، اسلام دشمنی، سرمایہ داری، انسانی خون کی منہ لگی لذت اور نسل کشی سے حاصل ہوا تھا اسپین سے امریکہ پہنچ گیا۔ پندرہویں صدی کے آخر آخر اگر اندلس کے مسلمان حکمران اس قدر کمزور نہ ہو گئے ہوتے اور مزید کچھ عرصہ مسلم اقتدار قائم رکھ سکتے تو کیا عجب کہ کولمبس کو اپنی درخواست کسی مسلمان امیر کی خدمت میں پیش کرنی پڑتی اور امریکہ کا نیا بر اعظم مسلم اقتدار سے وابستہ ہوتا۔

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب ہم نے دشت امکاں کو ایک نقش پا، پایا

جس امریکہ کی دریافت پر ملکہ ازابیلا جیسے اسلام دشمن کی مہر ثبت ہے اس امریکہ سے مسلم امہ کو نقصان تو پہنچ رہا ہے، لیکن جس کی توقع مسلمان حکمرانوں نے امریکہ سے وابستہ کر رکھی ہے، کبھی نہیں ہوگا۔ امریکہ کی ساخت اور سائے کی ہی اپنی ہیئت ترکیبی میں مسلمانوں کے خلاف اور ناحق خون مسلم پر استوار ہے، اسے کسی بھی طرح مسلم اُمہ کے حق میں رام نہیں کیا جاسکتا۔ مسلمانوں کو جب بھی پہنچے گا امریکہ سے نقصان ہی پہنچے گا۔ مسلمانوں کے حق میں امریکی حمایت کی بیل کا منڈھے چڑھنا ممکن ہی نہیں ہے۔ امریکی دریافت کے پس منظر میں ملکہ ازابیلا کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں کی ہزیمت اہم ترین عنصر کے طور پر کارفرما ہے اس کیمسٹری کو بدلا نہیں جاسکتا۔ (ہوئے تم دوست جس کے: ص ۲۶ تا ۳۲)

<u>کولمبس یہودی تھا:</u> یہودی النسل ہونے کی وجہ سے کولمبس اندلس میں روز اول سے ہی یہودیوں کا مہمان آنکھ کا تارہ اور رازداں بنا رہا تھا۔ جوزف ایڈلر اپنے مقالے میں لکھتے ہیں کہ:

"یہ بات متنازع اور شک وشبہے سے بالا ہے کہ کولمبس کی بحری مہم کو ممکن بنانے میں یہودیوں' مارانوس طور پر راسخ (پوشیدہ طور پر راسخ العقیدہ یہودی) اور کنورسوس (جو یہودیت سے عیسائیت کر چکے تھے) کا گہرا ہاتھ ہے۔ ان یہودی عناصر کی خفیہ و اعلانیہ مدد وحمایت کے بغیر کولمبس کی بحری مہم تشنہ رہ جاتی۔

اسپین میں یہودیوں کے زوال کے بعد یہودیوں کے سامنے سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ وہ اب کہاں جائیں چونکہ یہ طے ہو چکا تھا کہ ترک یہودیت کے باوجود بھی وہ اب ہسپانیہ میں محفوظ نہیں رہے تھے۔ اس اثناء میں جبکہ کولمبس ملکہ ازابیلا سے نئی دنیا کی دریافت کی سرپرستی کا خواہاں ہوا تو اندرخانے یہودی کولمبس کی حمایت پر کمر بستہ ہو چکے تھے۔ یہودیوں کو نئی دنیا کی دریافت میں وہ ملک نظر آنا شروع ہو گیا تھا کہ وہ جہاں سپین میں ہزیمت کے بعد پھر سر اٹھا سکتے تھے۔ سو اسپین میں یہودی اشرافیہ جو ملکہ و بادشاہ کے حلقہ خاص میں تھی ہر قیمت پر ملکہ ازابیلا سے کرسٹوفر کولمبس کی بحری مہم کی منظوری حاصل کرنے میں سینہ سپر ہوگئی۔ اس راہ میں سب سے پہلا پتھر جامعہ سلیمانکا کے یہودی پروفیسر اور سائنداں اور ارہام زیکیٹو (1450-1515) کو ہٹانے کی ہدایت کی گئی جنہوں نے کولمبس کے منصوبے سے اتفاق کرتے ہوئے اس کے حق میں ملکہ و بادشاہ کو سب سے پہلا خط لکھا۔ لوئیس کریڈو سے مدد کا خواستگار ہوا جسے شاہی دربار کے امراء میں امتیازی مقام حاصل تھا۔ لوئیس کریڈ نے کولمبس کا تعارف اپنے عم زاد کارڈینیل پیڈرو منڈوزا

جو کہ ٹولیڈو کا اسقف اعظم تھا‘ سے کرایا۔ان دونوں کی باہمی قرابت داری اپنے یہودی ددھیال کی وجہ سے کولمبس کے لیے نیک شگون ثابت ہوئی بظاہر تو یہ دونوں امراء ملکہ ازابلہ کی خوشنودی کی خاطر عیسائی ہو چکے تھے لیکن عیسائی انتہاپسند انہیں مارانوس (خفیہ یہودی) سمجھتے اور ان کے قتل کے در پے تھے۔لوئیس کریڈو نے شاہی دربار میں اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے کارڈینل پیڈرو منڈوزا کو اسی مغرافیائی کونسل کا سربراہ مقرر کرادیا، جس کے پاس کولمبس کا کیس نظر ثانی کے لیے آنے والا تھا۔ادھر لوئیس کریڈو نے ملکہ وبادشاہ کو نئی دنیا کی دریافت کے منصوبے کے حق میں استوار کرنا شروع کر دیا حتی کہ وہ اس بات میں کامیاب ہوگیا کہ ملکہ ازابیلا کم ازکم کولمبس کو شرف ملاقات ضرور بخشیں۔

کولمبس کے منصوبے کے حق میں یہ ساری پیش قدمی اس قدر سرعت اور پراسرار طریقے سے انجام دی گئی کہ ملکہ ازابیلا و بادشاہ کے حضور کولمبس کی پیشی سے پہلے ہی ملکہ کو کارڈینل پیڈرو منڈوزا کا خط موصول ہو چکا تھا جس میں جغرافیائی کونسل نے کولمبس کی بحری مہم کی حمایت کر دی تھی۔کولمبس سے ملاقات کی بعد بھی بادشاہ فرڈی ننیڈ اور ملکہ ازابیلا کولمبس کی بحری مہم پر تحفظات سے بالا نہیں تھے انہوں نے منصوبے کی مزید چھان بین، تحقیقی اور افادیت پر کہنے کے لیے سکالرز کمیشن قائم کر دیا اور اس کی سربراہی ملکہ ازابیلا نے اپنے مذہبی مشیر اعلی ہرنینڈ وٹالاویرا (۱۴۲۸/۱۵۰۷) کو سونپ دی۔ ہرنینڈ وٹالا جو کہ ایک یہودی خاتون کا پوتا اور مارانوس (خفیہ وراسخ العقیدہ یہودی) شمار ہوتا تھا، برس ہا برس ادارہ احتساب کے زیر عتاب رہا تھا جہاں اس پر یہ ثابت کرنے کے لیے مقدمہ قائم تھا کہ وہ اب یہودی نہیں رہا بلکہ حقیقتاً عیسائی ہو چکا ہے۔ ہرنینڈ وٹالاویرا کا مقدمہ قرطبہ کے محتسب اعلی راڈریگوز لیو کی عدالت میں عرصہ دراز تک چلتا رہا جس سے ٹالاویرا اخبالت، ندامت اور دباؤ میں مبتلا رہا۔اسی اثناء میں ملکہ کا معتمد خاص اور بااثر یہودی ابراہام سینئیر اور بادشاہ فرڈی ننیڈ کا مشیر مالیات (ایک اور بااثر یہودی آئزک بن یہوداابراواتل کولمبس کی حمایت پر کمربستہ ہوگئے۔ہسپانیہ کے خفیہ، اعلانیہ، راسخ اور مرتد ہر قسم کے یہودی کولمبس کی مہم جوئی کے حق میں یک زبان ہو چکے تھے۔واضح رہے کہ یہ وہی یہودی ابراہام سینئیر ہے جس نے محاصرہ غرناطہ کے آخری دنوں میں جب کہ عیسائی افواج شدید مالی دباؤ کی وجہ سے مشکلات کا شکار تھیں تو اسی یہودی نے ملکہ وبادشاہ کے لیے اپنے قارونی خزانوں کے منہ کھول کر سقوط غرناطہ کی تکمیل میں کلیدی کردار کیا تھا جب کہ بادشاہ فرڈی ننیڈ کا مشیر خاص ہونے کی وجہ سے یہی آئزک بن یہودا، سقوط غرناطہ کی شرائط طے کرنے میں پیش پیش رہا تھا۔

ضحاک بائیر لکھتے ہیں کہ ’’سقوط مالغا کے فوراً بعد وہاں سے مسلمان اور یہودی دونوں نابود ہوگئے تو ابراہیم سینئیر اور آئزک بن یہودا، اپنے یہودی رفقاء کی معیت میں مالغا میں کولمبس سے ملے جس میں کولمبس کی بحری مہم کی تفصیلات طے کی گئیں۔‘‘ ۲۔(ضحاک بائیر:۱۹۶۱) (ہوئے تم دوست جس کے:ص ۱۳۷تا۱۳۹)

امریکہ کی بنیاد میں دہشت گردی شامل ہے: جو امریکہ دنیا میں حقوق انسانی، جمہوریت، مساوات، حفظ ماتقدم کا دعوی کر کے دہشت گردی کی جنگ لڑ رہا ہے، اس کی تو بنیاد ہی دہشت گردی و بربریت، قتل و غارت گری پر پڑی، اس لیے کہ ''کولمبس جس زمیں پر ۱۲ راکتوبر ۱۴۹۲ء کو اپنے قافیے کے مطابق ایشاء کے مشرقی ساحل پر لنگر انداز ہوا جب کہ حقیقۃً وہ شمالی امریکہ کے جزائر بہاماس (غرب الہند) میں آنکلا تھا''۔ (ہوئے تم دوست جس کے: ص ۱۴۶)

جہاں ایک سادہ اور شریف ریڈ انڈینز کے اراوک قبائل آباد تھے۔

اراوک قبائل کے ان ریڈ انڈینز کا رویہ دوستانہ اور طور طریقے مختلف تھے۔ کولمبس نے اس امریکہ کے باوجود کہ ان جزیروں میں پہلے سے ہی لوگ آباد ہیں اور وہ اپنے قاعدے قانون، رسم رواج، مذہب اور ثقافت کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں، ان جزیروں پر سپین کی شاہی حکومت کی ملکیت کا دعوی کر دیا۔ اس علاقے کو سان سالویڈور کے نئے نام سے منسوب کیا اور مقامی آبادی کو ''انڈیز'' کہا گیا۔ مقامی لوگوں سے اپنی ملاقات کے بارے میں کولمبس نے اپنے روزنامچے میں لکھا:

وہ ہمارے لیے رنگ برنگ پرندے، روئی کے گھٹے، کمانیں اور دوسری اشیاء لے کر آئے اور ہم سے بدلے میں بیلوں کی گردن میں ڈالنے والی گھنٹیاں اور شیشے کی لڑیاں لے گئے۔ یہ لوگ اشیا کے بدلے اشیاء پر ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ انکے جسم مضبوط اور صحت مند ہیں۔ یہ لوگ سادہ، جفاکش اور بے نظر آتے ہیں۔ ان لوگوں کو نہ تو ہتھیاروں کے استعمال کا علم ہے نہ ہی یہ کسی ہتھیار سے مسلح ہوتے ہیں جب میں نے اپنی تلوار ان لوگوں کو دکھائی تو بیشتر نے اپنی انگلیوں اور ہاتھوں کو تیز دھار تلوار سے زخمی کر لیا۔ یہاں پر ابھی تک لوہے کا استعمال شروع نہیں ہوا ہے ان کے تیر کمان لکڑی، گنا اور بانس سے بنے ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں یہ لوگ بہترین خدمت گار اور اچھے غلام ثابت ہوں گے۔ ہم صرف پچاس لوگوں کی مدد سے تمام مقامی آبادی پر غلبہ حاصل کر کے انہیں با آسانی غلام بنا سکتے ہیں۔ 2 (کرسٹوفر کولمبس: 1492)

ریڈ انڈینز کے بارے میں یہ پہلی تحریر تھی جسے ضبط تحریر میں لایا گیا اور تاریخ نے حیات انسانی کے بدترین المیے اور ہولناک نسل کشی پر اپنے صفحے سیاہ، اور دامن سرخ کر لیا۔ اس مختصری تحریر نے آنے والی پانچ صدیوں کو جتنا متاثر کیا اور انسانی لہو کا جس قدر خراج لیا، تاریخ عالم میں شاید ہی کوئی اور تحریر اتنے بڑے پیمانے پر قتل و غارت گری کی بناء بنی ہو۔ بہترین خدمت گاروں اور اچھے غلاموں کے حصول نے زور باندھا اور پچاس لوگوں کی مدد سے غلبہ حاصل کر لینے کے یقین نے ملکوں ملکوں قسمت آزمائی کی لیکن نہ غلام ہاتھ آئے نہ آسانی سے غلبہ ملا، جو ملا تو اس کی بھاری قیمت دینی پڑی۔ (ہوئے تم دوست جس کے: ص ۱۴۷)

سفاک اور ظالم کے ساتھ مہذب یورپ کے عقیدت کا حال: ان شریفوں کے ساتھ ظالم کولمبس نے نئی دنیا

کے دریافت اور اندلس اسٹیٹ کے قیام کے نام ایسے مظالم کیے تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، اس لیے کہ سولین ریڈ انڈینز کو فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا، جو کولمبس سولین ریڈ انڈینز کا خونخوار قاتل ہے، آج اپنے مہذب ہونے کا دعوی کرنے والے یورپ کا یہ حال ہے کہ امریکہ میں کولمبس کے ۱۰۵ مجسمے ۱۴۰ آسائشی کتبے اور ۲۰ تعویذی سیلیں آویزاں کی گئی ہیں۔ یورپ اور شمالی امریکہ میں کولمبس کے پانچ صد مجسمے دو ہزار سے زیادہ یادگاریں اس کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے بنائی گئی ہے۔(مستفاد از ہوئے تم دوست جس کے:۱۵۱)

امریکہ کی حالیہ دہشت گردیاں: امریکہ کے مظالم اور دہشت گردی کا سلسلہ ابھی تھمانہیں کیوں کہ ایک سروے کے مطابق امریکہ اب تک ۲۱۶ امریکہ سے باہر اراضی پر حملے کر چکا ہے، جس میں بھی ۲۳ رملکوں پر دمار اور ہلاکت خیز ہتھیار یعنی بم اور میزائیل داغ چکا ہے، جس کے نتیجہ میں ایک کروڑ چوبیس لاکھ سے زائد انسانوں کو تہہ تیغ کر دیا گیا ہے، یہ تو سوسالہ امریکی مظالم کا ایک اندازہ ہے ورنہ عدد تو اس سے بھی کہیں زیادہ ہوگا۔

(المجتمع کویت عدد ۱۷۸۶، ۱۷ رمحرم ۱۴۲۹ھ، ۲۶/۱/۲۰۰۸ء، ص ۳۰)

حالات کیسے بدل سکتے ہیں؟ ان الله لایغیر ما بقوم حتی یغیر ما بانفسهم. اللہ اس وقت تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت بدلنے کی فکر نہ کرے۔ اسی کو علامہ اقبال نے کہا:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو فکر جسے اپنی حالت بدلنے کی

معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ ہمارے اعمال کی ہلاکت خیزیاں ہیں ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے: ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس.

خشکی اور تری میں فساد برپا ہوگیا، لوگوں کے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے۔

لیذیقهم بعض الذی عملوا. تا کہ ان کے کیے کے بعض کا مزہ چکھائے۔

میرے عزیزو! ہمارے اعمال کتنے بگڑے ہوئے ہیں کہ بعض کی جزا اتنی زبردست ہے تو کُل قیامت میں کُل کی جزاء کا کیا حال ہوگا؟ کیوں سزا دی جارہی ہے، لعلهم یرجعون. تا کہ لوگ اللہ کی طرف رجوع کرے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعمالکم عُمّالکم. تمہارے اعمال وہی تمہارے عُمّال ہیں۔ یعنی اعمال جتنے اچھے ہوں گے، حُکام اور اُمراء، لیڈر اور ذمے دار، اللہ کے جانب سے اتنے اچھے مقرر کئے جائیں گے، اور اعمال جتنے بدتر ہوں گے، اتنی ہی بدترین، فسادی، شریر حکام، اُمراء اور لیڈر مسلط کئے جائیں گے۔ لہٰذا ہمیں اپنے اعمال اور ایمان کو درست کرنے کی فکر کرنی چاہیے، حالات اللہ بدل کر رکھ دیں گے۔ انشاء اللہ!

لائحہ عمل

(۱) ایمان کو مضبوط اور قوی کیا جاوے، اور ایمان مضبوط ہوتا ہے عمل صالحہ کے کرنے سے، نماز، روزہ، زکوٰۃ فرائض، واجبات، اور سنتوں کو بجالانے کی فکر کی جائے۔

(۲) علم دین کی بنیادی اور ضروری باتوں کو جاننے کی فکر کریں کہ اسلامی صحیح عقائد کیا ہے، روزانہ پیش آنے والے مسائل کا اسلامی صحیح حل کیا ہے؟ نماز کے ضروری مسائل، روزہ کے ضروری مسائل، اور تاجر کو تجارت کے مسائل اجیر کو اجرت کے مسائل، کاشت کار کو زراعت کے مسائل علم حاصل کرنا ضروری اور فرض ہے، تاکہ حلال وحرام کے درمیان تمیز کرسکے۔

(۳) امر بالمعروف ونہی عن المنکر، یعنی لوگوں کو بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی فکر کریں۔

(۴) دعا کا اہتمام کریں، اپنی ہر ضرورت کو اللہ سے مانگے۔

(۵) فیشن پرستی اور مادہ پرستی سے خود بھی بچیں اور اہل خانہ کو بھی بچائیں، اور دور رہنے کی تلقین کریں۔

(۶) قرآن کی تلاوت سے گھروں کو آباد کریں، گانے اور موسیقی سے اجتناب برتیں۔

(۷) خیر کے راستہ میں ایک دوسرے کا تعاون کریں، حسد، بغض وعناد سے دور رہنے کی کوشش کریں۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لسانی محبت کے ساتھ ساتھ قلبی وعملی محبت وعشق کا مظاہرہ کریں۔

(۹) ہر عمل صالح کو کرتے وقت یہ نیت کریں کہ میں اللہ کو راضی کرنے کے لیے یہ کام اللہ ہی کی توفیق سے کررہا ہوں، تاکہ عمل کو قبولیت کا شرف حاصل ہوجائے، اور مزید عمل کی توفیق ہو۔

(۱۰) ہر اچھی نعمت کے ملنے پر شکر ادا کریں کیوں کہ شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے، اور ہر برے عمل پر توبہ استغفار کریں اور حتی الامکان ہر چھوٹی بڑی نیکی کو کرگذریں، اور ہر چھوٹی بڑی برائی سے پرہیز کریں۔

تلک عشرۃ کاملۃ

اللہ رب العزت ہمیں ظالم کے ظلم اور ہمارے اپنے نفس کے شر سے محفوظ رکھے اور اعمال صالحہ کی توفیق اخلاص کے ساتھ عطا فرمائے، تاکہ مدد اور نصرت کے دروازے ہم پر کھل جائے اور دنیا وآخرت میں عزت اور کامیابی سے ہم کنار ہوجائیں۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذبک من شرورھم، اللھم انا نعوذبک من شرور انفسنا و من سیآت اعمالنا، اللہ انا نعوذبک من الفتن ما ظھر منھا و ما بطن، اللھم ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین، اللھم لاتجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین و نجنا برحمتک من القوم الکافرین۔ آمین یارب العالمین!

(08) مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

فضلائے حقانیہ کی تالیفی اور تصنیفی خدمات

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی' فضلاء حقانیہ کے علمی' ادبی' تحریری' تصنیفی اور تالیفی خدمات پر کام کر رہے ہیں۔۔علم وادب' تحریر اور تصنیف وتالیف سے شغف رکھنے والے تمام فضلاء حقانیہ سے درخواست ہے کہ اپنا مختصر تعارف' خدمات اور تصنیفات وتالیفات کا تعارف مولانا موصوف کے نام بھیجیں تاکہ وہ اس عظیم تاریخی کام کو بہ سہولت آگے بڑھا سکیں۔

رابطہ ایڈریس : مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی' رُکن القاسم اکیڈمی' جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ ------- (ادارہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ'

(نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے نائب مہتمم ونائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ' کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، بظاہر کمزور اور دبلے پتلے دکھائی دیتے ہیں لیکن چستی اور پھرتی آپ کی رگ رگ میں خون کی طرح رواں دواں ہے۔ تلامذہ میں آپ کو مقبولیت ہی نہیں بلکہ محبوبیت بھی حاصل ہے دراصل اس محبوبیت کا سرچشمہ ان کا غیر معمولی اخلاص اور نفع رسانی میں فنائیت ہے اور قاعدہ ہے کہ مخلص ہمیشہ محبوب ہوتا ہے

وہ ادائے دلبری ہو، کہ نوائے عاشقانہ — جو دلوں کو فتح کر لے، وہی فاتح زمانہ

ولادت باسعادت :

آپ ۱۸ ستمبر ۱۹۴۲ء کو محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ کے گھر اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم :

آپ نے ابتدائی تعلیم حضرت مولانا عبدالحق ؒ کی قائم کردہ عصری درسگاہ انجمن تعلیم القرآن پرائمری سکول میں حاصل کی۔ عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے حافظ مظفر الدین ؒ سے قرآن پاک بھی حفظ کیا اور ۱۹۵۵ء میں اکوڑہ خٹک کے گورنمنٹ ہائی سکول سے مڈل' جبکہ ۱۹۵۷ء میں یہیں سے میٹرک پاس کیا۔ میٹرک سے فراغت کے بعد دارالعلوم حقانیہ میں درس نظامی میں داخل ہوئے۔ ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۹۶۷ء کو سند فراغت حاصل کی۔ ۱۹۶۵ء میں

آپ نے شرف اولیٰ میں جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے شہادۃ العالیہ کی سند حاصل کی۔ اور اس کے علاوہ جون ۱۹۶۸ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کا امتحان پاس کیا۔

تدریس کا آغاز :

فراغت کے متصل بعد اپنے عظیم والد کے قائم کردہ گلستانِ علوم نبویہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کا آغاز اپنے والد گرامی کے زیر نگرانی کیا، جو بحمد للہ آج تک جاری وساری ہے۔ استاد محترم کا سبق ''سنجیدگی'' کے طویل، خشک اور صبر آزما مفہوم سے نا آشنا ہوتا ہے، وہ تفریحی جملوں سے ہمیشہ حلقہ درس کو کشت زعفران بنائے رکھتے ہیں۔ آپ کا دلچسپ اندازِ گفتگو، پر لطف نکتہ سنجی، زیر درس مسئلے پر مرتب اور فصاحت و بلاغت آمیز تقریر، تعلیم و تربیت اور اخلاق و آداب کے حوالے سے بلیغ اشارے اس پر مستزاد ہوتے ہیں۔ ان سب وجوہات کی بنا پر طلباء از اول تا آخر سراپا شوق و ذوق بن کر آپ کا درس سنتے ہیں۔ طالب علم جب درسگاہ سے نکلتا ہے تو اس کی طبیعت میں بشاشت ہوتی ہے، اس کا دل مسرور ہوتا ہے اور اس کا حافظہ وہ سب کچھ محفوظ کر چکا ہوتا ہے جو کچھ مولانا مدظلہ نے پڑھایا ہوتا ہے۔

۱۹۶۸ء سے اب تک آپ نے درسِ نظامی میں شامل تمام علوم و فنون کو پڑھایا ہے۔ اس وقت آپ کے زیر درس مشکوٰۃ شریف، ابوداؤد شریف اور ابن ماجہ شریف ہیں۔

تصنیف و تالیف :

مولانا مدظلہ نے اگر چہ از خود کوئی کتاب نہیں لکھی ہے لیکن آپ کے افادات سے آپ کے تلامذہ نے بہت ساری کتابوں کی تقاریر قلمبند کی ہیں۔ جن میں بعض درج ذیل ہیں :

(۱) شرح شمائل ترمذی : شمائل ترمذی آپ نے مسلسل کئی سال پڑھایا ہے جو آپ کے درسی افادات کا مجموعہ ہے سہل و دلنشین تشریح، سلیس انداز بیان، اکابر علماءِ دیوبند بالخصوص محدثِ کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی طرز پر تفصیلی اور درسی شرح۔

(۲) تقریر ابوداؤد : سنن ابوداؤد کی اہمیت علم حدیث کے طلباء پر مخفی نہیں، حضرت الاستاد مولانا انوار الحق مدظلہ کئی سالوں سے پڑھا رہے ہیں، اجلاء علماء و فضلاء نے آپ سے ابوداؤد شریف پڑھی اور ابوداؤد کی تقریر کو بھی محفوظ کیا ہے۔ بذل المجہود اور عون المعبود جیسی شروح کا نچوڑ بیان فرماتے ہیں۔ اگر یہ شرح چھپ جائے تو علماء و طلباء کو بہت فائدہ ہوگا اور انہیں دیگر شروحات سے مستغنی کردے گی۔

(۳) انوار حق : انوار حق آپ مدظلہ کے خطبات کا مجموعہ ہے مولانا وعظ و تقریر اور تدریس کے دوران اپنے مخاطب کے دل و دماغ کو اپنے خلوص، حقیقت بیانی اور چشم کشا معانی و مضامین کے ذریعے اسیر کر لیتے ہیں۔ وہ تاثیر آفرینی کے

لیے کسی خارجی سبب کا سہارا نہیں لیتے وہ اس کرتب سے کام نہیں لیتے جس سے عام طور پر پیشہ ور مقررین، مدرسین اور مجلس باز لوگ کام لیتے ہیں۔ آپ کے یہی خطبات وتقاریر جو آپ جمعہ کو قدیم دارالعلوم حقانیہ میں دیتے ہیں۔ ''الحق'' کے صفحات کی زینت بھی بنتے ہیں اور الگ سے کتابی شکل میں بھی طلباء، علماء اور عوام الناس کے لئے ذریعۂ رُشد و ہدایت ہیں۔ ''الحق'' کے قارئین کی زندگیوں میں یقیناً ان خطبات جو علمی وروحانی' دین وشریعت کے احکام سے مزین ہوتے ہیں بڑا اثر ڈالا ہوگا۔

مولانا مدظلہٗ کی انتظامی صلاحیتوں کے تو سب ہی معترف ہیں، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نظام تعلیم' تعمیر وغیرہ سب ہی میں اپنے برادرِ معظم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کا دایاں ہاتھ بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت الاستاد کو عمرِ نوح عطا فرماوے اور آپ کے تمام دینی مساعی عنداللہ قبول ہوں۔ (آمین)

مولانا مفتی ڈاکٹر شوکت اللہ حقانی

آپ ۱۴راپریل ۱۹۷۶ء کو میردل بانڈہ ضلع کرک میں مولانا مفتی عزیز محمد صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کرک میں حاصل کی، اس کے بعد BCs میڈیکل سائنس تک عصری تعلیم گورنمنٹ کالج ڈیرہ اسماعیل خان سے حاصل کی۔ بعد میں میڈیکل فیکلٹی سے میڈیکل ٹیکنیشن بھی کیا، چند ماہ ملازمت کے بعد تبلیغی جماعت میں وقت لگایا، جس سے دل کی دنیا بدل گئی اور تحصیل علم کا ارادہ کیا۔ چنانچہ داعیٔ کبیر حضرت مولانا سعید احمد خانؒ کے مشورہ پر مدرسہ انوارالقرآن خٹک کالونی کوہاٹ میں درسِ نظامی کا آغاز کیا، درجہ رابعہ تک پڑھنے کے بعد جامعہ تعلیم القرآن پراچہ ٹاؤن کوہاٹ میں شیخ الحدیث مولانا اُسید اللہ ہزاروی کے زیرتربیت موقوف علیہ تک کتابیں پڑھیں اور ساتھ ہی تین مرتبہ دورۂ تفسیر حضرت مولانا اسید اللہؒ سے ہی پڑھا۔ تصوف وسلوک کے اسباق حضرت مولانا موسیٰ خان روحانی البازیؒ سے مکمل کیے۔

دورۂ حدیث کے لئے جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور ۲۰۰۳ء میں سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد دوسال تخصص فی الفقہ کا کورس کیا۔ بعدازاں تبلیغی جماعت کے ساتھ ایک سال لگایا۔ ۲۰۰۷ء سے جامعہ تحسین القرآن حکیم آباد میں اپنے اُستاد حضرت مولانا قاری محمد عمر علی حقانی مدظلہٗ کے زیرسایہ تدریس اور افتاء کا آغاز کیا جو تاحال جاری ہے۔

مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے درس وتدریس' فقہ وافتاء کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی ایک اعلیٰ اور پاکیزہ ذوق عطا فرمایا ہے۔ دینی علوم کے ساتھ عصری علوم پر بھی دسترس رکھنے کی وجہ سے آپ نت نئے اور جدید

موضوعات پر لکھتے ہیں، مختلف علمی مجلوں میں آپ کے مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات کا مختصر تعارف درج ذیل ہے :

(۱) جدید سائنسی وطبی مسائل شریعت کی نظر : یہ ڈاکٹر صاحب کے تخصص کا مقالہ ہے جس میں آپ نے جدید طبی مسائل مثلاً مصنوعی دانتوں کی صورت میں وضو اور غسل کا حکم، غسل اور وضو میں بال کے مصنوعی جوڑوں کا حکم، کیا وریدی انجکشن ناقض ہے یا نہیں؟ سرخی، پاؤڈر، کریم لگا کر وضو کرنا، انجکشن سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ وغیرہ پر مشتمل ہے۔ کتاب پر اکابر علماء، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی مدظلہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد انوار الحق مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مفتی غلام قادر وغیرہم کے تقاریظ و آراء ثبت ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں :

''اس کتاب کی فہرست اور اہم مباحث دیکھنے سے مجھے ڈاکٹر صاحب موصوف کی علمی قابلیت، فقاہت کا اندازہ ہوا، بے شمار جدید مسائل پر پورے بسط و تفصیل کے ساتھ محترم نے نہایت سلیس، عام فہم، شستہ، شگفتہ اردو زبان میں اس عظیم علمی شاہکار سے فرزندانِ اسلام کو نوازا ہے''۔

(۲) مسلمان سائنسدان میڈیکل کے میدان میں : ڈاکٹر صاحب نے مسلمان سائنسدانوں کے علمی وطبی میدانوں میں قابلِ قدر کارناموں کو ایک مرتب و منظم انداز میں تالیف کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے، جس میں موصوف نے میڈیسن (طب) قرآن کی نظر میں، طب احادیث کی نظر میں، طب یونان کے عربی تراجم، خلیفہ مامون الرشید کا ترجمہ، نویں صدی کے عرب طبیب اسد بن جانی، سازئب، وصابی وغیرہ ابوبکر محمد بن زکریا الرازی کے مختصر حالات، تصانیف، ابن سینا کے حالات و تصانیف، طب کے میدانوں میں مسلمان خواتین کا کردار وغیرہ جیسے اہم عنوانات پر بحث کی ہے۔ یہ دونوں کتابیں مؤتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع ہوئی ہیں۔

(۳) مسلمان سائنسدان کیمسٹری کے میدان میں: (زیر ترتیب)

(۴) مسلمان سائنسدان فزکس کے میدان میں: (زیر ترتیب)

(۵) مسلمان سائنسدان بیالوجی کے میدان میں: (زیر ترتیب)

(۶) مسلمان سائنسدان ریاضی کے میدان میں: (زیر ترتیب)

ڈاکٹر صاحب فراغت سے اب تک مادرِ علمی دار العلوم حقانیہ اور اپنے مشائخ و اساتذہ سے رابطہ جوڑے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ موصوف کو مزید علمی، تحقیقی کام کرنے کی توفیق نصیب فرماویں۔

جاوید اختر ندوی

عالم اسلام: حالات وواقعات

چاڈ (Chad) میں ایمان کی باد بھاری:

گزشتہ تین برسوں کے اندر چاڈ کے جنوبی حصہ میں حلقہ اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد ایک سو ساٹھ ہزار سے زائد ہوگئی ہے انکی اکثریت بت پرستی سے مذہب اسلام کی طرف آئی ہے۔

❁ چاڈ میں ''ملکو'' نامی ایک گاؤں کے ایک معمر اور ضعیف آدمی جس کی عمر (۱۲۰) سال سے زائد تھی' اسلام قبول کرنے کے بعد داعیوں نے اس کو ہدیہ پیش کیا تو اس نے یہ کہتے ہوئے واپس کر دیا کہ ہم کوئی ذاتی ہدیہ نہیں مانگتے' آپ حضرات کے ذریعہ خدا نے سب سے عظیم ہدیہ ''دین اسلام'' کی شکل میں دیا' اب اسکے بعد کسی ہدیہ کی ضرورت نہیں' اس عمر دراز نو مسلم نے افسوس اور حسرت کے ساتھ کہا کہ ہمارے بچے انتقال کر گئے' اگر آج وہ حیات ہوتے تو وہ بھی اس عظیم دین کی نعمت سے سرفراز ہوتے' اب اس نے یہ عہد کیا ہے کہ اپنے اعزا و اقربا میں اسلام کی نشر و اشاعت کرے گا۔

❁ ایک عیسائی عورت مسلمان داعیوں کے پاس آ کر عرض کرنے لگی کہ مجھے اسلام میں داخل کر لیجئے اور کلمہ پڑھا دیجئے' جب اس نے توحید و رسالت کا اقرار کر لیا تو اپنے صلیب کو اتار کر ایک جانب پھینک دیا' داعیوں نے پوچھا کہ ایسا کیوں؟ عورت نے جواب دیا کہ اس دین سے ہزار درجہ بہتر اسلام ہے' میں نے اپنے گاؤں میں مسلم عورتوں کو دیکھا وہ مردوں کے بغیر الگ تھلگ اپنی نمازیں ادا کر رہی ہیں' اس منظر نے میری آنکھوں کے پردوں کو ہٹا دیا کہ ہمارے مذہب عیسائی کے اندر حال یہ ہے کہ پادری اگر سفر پر چلا جائے تو کوئی عبادت نہیں کر سکتا اور اپنے رب کے سامنا سر تسلیم خم نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس سے راز و نیاز کر سکتا ہے' بس اسی چیز نے میرے ذہن پر اثر ڈالا اور میں دائرہ اسلام میں داخل ہوگئی۔

❁ ایک بار ''ٹوکوڈوکو'' نامی ایک گاؤں کے (۴۷۰) افراد ایک ساتھ اسلام میں داخل ہوئے۔ مسلمان داعیوں نے گاؤں کے پردھان سے اس قدر اسلام سے دلچسپی کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ ہم لوگ اپنی عورتوں کی وجہ سے دین اسلام میں داخل ہوئے' ہماری عورتوں نے مسلم علاقوں کے مرد اور عورتوں نے اپنے اپنے شوہروں سے اسلام میں داخل ہونے کا مطالبہ کیا' ان عورتوں نے ہم سے کہا کہ مسلمان علاقوں میں مرد ہمیشہ صاف

ستھرے رہتے ہیں‘ ان کے جسم اور کپڑے گندے نہیں رہتے‘ اور ان کے منہ اور بدن سے بدبو نہیں آتی اس لئے کہ اسلام لانے کے بعد ان لوگوں نے شراب پینا بند کر دیا ہے۔

2050ء تک یورپ کے بیس فیصد باشندے مسلمان:

سنڈے ٹیلیگراف نے ایک رپورٹ شائع کی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ 2050ء تک یورپ کے بیس فیصد باشندے مسلمان ہوں گے جبکہ اس وقت یورپ کے پانچ فیصد باشندے مسلمان ہیں لیکن یورپ میں جس تیزی کے ساتھ اسلام پھیل رہا ہے‘ اور متلاشیان حق جس طرح جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اس تناسب سے 2050ء تک ہر سو میں بیس فیصد افراد مسلمان ہوں گے۔

رپورٹ میں ہے کہ یورپ کے ممالک میں اس وقت اسلام سب سے زیادہ برطانیہ میں تیز رفتاری کے ساتھ دلوں کو مسخر کر رہا ہے اور اپنا گرویدہ بنا رہا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ یہاں ہجرت کر کے آنے والوں اور جائز طریقہ پر پناہ لینے والوں کو برطانیہ کی شہریت اور ساری سہولیات دی جاتی ہیں۔ ان کو کسی طرح پریشان نہیں کیا جاتا۔

رپورٹ میں لکھا ہے کہ امریکی صحافی اور واشنگٹن پوسٹ کا نامہ نگار جب فرانس پہونچا اور واپسی کے بعد مذکورہ اخبار میں اس نے اپنے مشاہدات وتاثرات قلمبند کئے تو اس میں یہ لکھا کہ اس وقت فرانس میں اسلام بڑی تیزی سے یہاں کے باشندوں اور بالخصوص عورتوں میں پھیل رہا ہے اور دن بہ دن حجاب استعمال کرنے والی عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

امریکی صحافی نے لکھا ہے کہ فرانس میں کل (۴۶) ملین کی آبادی میں اس وقت مسلمانوں کی تعداد (۶) ملین ہے اور اسلام جس رفتار سے دلوں کو فتح کر رہا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آئندہ برسوں میں یہاں کی سیکولرزم حکومت خطرہ میں ہے اور دیر یا سویر یہاں مسلمان غالب آجائیں گے۔

دوسری طرف فرانس میں حجاب اور نقاب پر پابندی لگائی جا رہی ہے‘ سرکاری دفاتر‘ سکول‘ کالجز اور یونیورسٹیز میں حجاب پر یہ کہہ کر پابندی عائد کی جا رہی ہے کہ درس کے دوران اس کی وجہ سے آواز صاف نہیں آتی اور حجاب کی وجہ سے ایک امتیاز اور تشخص کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔

ایک عیسائی مذہبی خاتون کا قبول اسلام:

عیسائی تعلیمات کی ماہر ایک مشہور عیسائی خاتون عیسائیت کے حوالہ سے مسیحی تعلیمات کی ترتیب وتدوین کے دوران مسیحیت سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہو گئی‘ اس خاتون کا نام ”مائڈ ولینا“ ہے‘ یہ نہ صرف کٹر عیسائی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں بلکہ وہ خود عیسائیت کی دعوت وتبلیغ میں ہمہ وقت منہمک رہتیں۔ انہوں نے اسلام اور عیسائیت کے

موضوع پر ہونے والے کئی مناظروں میں بھی شرکت کی' عیسائی تعلیمات میں اپنے آپ کو پوری طرح غرق کرنے کے بعد ان پر یہ عقدہ کھلا کہ حضرت عیسیٰؑ زمین پر اللہ تعالیٰ کی شکل میں نہیں آئے تھے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فنا ہونے والے جسم میں اپنے آپ کو سمو لینا کمزوری کی علامت ہے جس سے اللہ رب العزت کی ذات بری ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ طاقت رکھنے والا اور قادر ہے' وہ جو چاہے اور جب چاہے کر سکتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کا محتاج نہیں کہ بندوں کی مغفرت کے لئے کسی کو ذریعہ بنائے اگر اللہ تعالیٰ ہر کسی کو جنت میں داخل کرنا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا' اور اگر سبھی کو ہلاک کرنا چاہے تو بھی کسی کو روکنے کی طاقت نہیں' اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس بات سے کہ وہ اپنے آپ کو کسی انسانی جسم میں شامل کردے' خاتون کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے میرے اندر کافی مطالعہ کے بعد پیدا ہونے والے ان افکار واعتقاد نے مجھے اسلام قبول کرنے پر مجبور کردیا' ایک عرصہ تک گمراہی میں رہنے کے بعد اب الحمدللہ ہدایت نصیب ہوئی ہے۔

گوانتا ناموبے جیل میں کئی قیدی نابینا' معذور اور پاگل: گوانتا ناموبے امریکی جیل سے (۸) سال بعد رہائی پانے والے صومالی باشندوں نے اس جیل کو مسلمانوں کی تذلیل اور زمین پر جہنم قرار دیا اور کہا کہ جیل میں امریکی فوجیوں کے تشدد سے کئی قیدی بصارت سے محروم ہوگئے جبکہ دیگر معذور اور پاگل ہوگئے یہاں امریکی فوجی قرآن پاک کی توہین کرتے اور نماز ادا کرنے سے روکتے ہیں۔

۴۴ سالہ محمد سلیمان نے گھر پہونچنے کے بعد بتایا کہ امریکی فوجی قیدیوں کو مسلسل ۴۴ دن تک سونے نہیں دیتے' اور اس دوران دن میں کھانے کے لئے ایک بسکٹ دیا جاتا' شدید سردی میں بغیر کمبل کے سونے پر مجبور کیا جاتا' جبکہ بعض قیدیوں کو بجلی کے جھٹکے اور مار پیٹ کا بھی نشانہ بنایا جاتا۔

محمد سلیمان نے کہا کہ امریکی حکام نے مجھے یہ تک نہیں بتایا کہ کس الزام میں مجھے قید کیا گیا ہے' وہ صرف میرے جاننے والوں اور میری سرگرمیوں کے بارے میں پوچھتے' اب بغیر کسی جرم اور الزام کے آٹھ سال دو ماہ بعد زندہ اور سلامت رہائی پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔

سمندر میں مسجد:

مراکش کے تاریخی شہر کا نسا بلانکا میں تعمیر کی گئی مسجد شاہ حسن دوم کا شمار عجائبات عالم میں ہوتا ہے' کیونکہ اس مسجد کا ایک بڑا حصہ بحر اوقیانوس پر تعمیر کیا گیا ہے' اس کے ساتھ اس مسجد کا مینار دنیا کے تمام میناروں سے اونچا ہے جس کی لمبائی دو سو میٹر ہے۔

اس مسجد کا افتتاح ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ کو مراکش کے بادشاہ شاہ حسن نے کیا تھا' شاہ حسن نے یہ مسجد اپنے والد محمد پنجم کی یاد میں تعمیر کروائی تھی' مسجد کا نقشہ ایک فرانسیسی انجینئر نے بنایا تھا' مسجد کا مرکزی ہال جدید ترین تعمیر کا نادر

نمونہ ہے ہال میں بیک وقت ۲۵ ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں' اس کی چھت ۶۵ میٹر بلند ہے' اسے میکانیکی طور پر چلایا جاتا ہے' تین منٹ کے اندر ہال کو کھلے اجتماع گاہ میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

مسجد میں ہال کے باہر ۷۵ ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں' وضو کے لئے تالاب بنائے گئے ہیں' خواتین کے لئے الگ منزل پر عبادت کا نظم ہے' علاوہ ازیں ایک جدید کتب خانہ اور دینی علوم کے لئے کالج بھی تعمیر کیا گیا ہے' ایک فرانسیسی کمپنی نے ۱۹۸۷ء میں مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا تھا' شاہ حسن نے عوام سے مسجد کی تعمیر کے لئے تعاون کی اپیل کی ۳۰ رلاکھ افراد کے تعاون سے تین ارب درہم (تقریباً ۱۹ ارب روپے) جمع ہو گئے' بادشاہ نے خود ۶۸ رلاکھ درہم کا عطیہ دیا اور پھر چھ سال بعد ۱۹۹۳ء میں اس مسجد کا افتتاح ہوا۔

بحرین میں غریبوں کے نئے پہلے بینک کا افتتاح:

بنگلہ دیش کے ''گرامین'' بینک جس کو محمد یونس نے قائم کیا ہے' کے طرز پر بحرین حکومت نے ''بنک الاسرۃ'' کے نام سے غریبوں محتاجوں اور فقیروں کے لئے ایک بینک کھولنے کا اعلان کیا ہے' یہ پوری دنیا میں اپنی نوعیت کا پہلا کام ہے جو مالیات سے تعلق رکھتا ہے' اس بینک میں صرف اسی طرح کے لوگ اپنی رقوم جمع کر سکتے ہیں اور ان کی تنظیمیں بھی۔

''اخبار الخلیج'' کے مطابق بحرین کے ایک وزیر ناصر بن حمد آل خلیفہ نے یہ اعلان کیا ہے کہ جلد ہی اس بینک کا افتتاح کر دیا جائے گا۔ اور غریب وفقیر حضرات اپنے روپے اس میں محفوظ کریں گے۔

دبئی میں فتویٰ سنٹر کا قیام:

دبئی کے وزرات اوقاف واسلامی امور نے اعلان کیا ہے کہ یہاں ایک فتویٰ سنٹر قائم کیا جائے گا' جس میں فقہ اسلامی کے محققین وماہرین اور ریسرچ اسکالر اپنی خدمات انجام دیں گے۔

اس سینٹر سے فون' انٹرنیٹ یا خط کے ذریعہ آنے والے استفتاءات کا جواب دیا جائے گا۔ اور عوام کے لئے یہ سہولت پورے ۲۴ رگھنٹے رہے گی' کسی بھی وقت مسائل کے جواب طلب کر سکتے ہیں۔

امور اسلامی کے معاون مدیر عمر الخطیب عبد السلام نے کہا کہ اس فتویٰ سنٹر میں عالم عرب واسلامی کے چیدہ اور ماہر ترین افراد کو منتخب کر کے ذمہ داری دی جائے گی' اور یہ غور کیا جارہا ہے کہ ایسے علماء اور فقہاء کی خدمات حاصل کی جائیں جو فقہ اسلامی میں مکمل مہارت رکھتے ہوں اور نت نئے مسائل' واقعات' حوادث اور جدید حالات پر ان کی گہری نظر ہو۔

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

حضرت مہتمم صاحب کا سفر لیبیا: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۲۳ رفروری کو لیبیا تشریف لے گئے وہاں عالمی اسلامی کانفرنس میں شرکت کی جس سے صدر معمر قذافی نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں دنیا بھر سے سینکڑوں جید سربرآوردہ شخصیات اور اسلامی تحریکوں اور تنظیموں کے قائدین نے شرکت کی جس سے مولانا مدظلہ کی ملاقاتیں رہیں' تین دن قیام کے بعد مولانا مدظلہ کی واپسی ہوئی۔

مولانا سمیع الحق کا لاہور۔ فیصل آباد۔ ڈسکہ وغیرہ کا سفر اہم دینی مدارس کا دورہ:

جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کی بحالی اور ترمیم کی باتیں چل رہی ہیں مگر اس کی آڑ میں اگر آئین کے کسی بھی اسلامی ترمیم یا طے شدہ امور کو چھیڑا گیا یا انہیں حذف کرنے کی کوشش کی گئی تو اسے ہرگز ہرگز برداشت نہیں کیا جائیگا۔ اور پورا ملک ان دفعات کے تحفظ کیلئے اٹھ کھڑا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ایل ایف او کے ذریعہ صدر پرویز مشرف کے آمرانہ اور جمہوریت کش دفعات کو حذف کرنے کی ہم تائید کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے فیصل آباد کے معروف ترین دورہ کے موقع پر دارالقرآن فیصل آباد میں چار ہزار طلباء کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ مدرسہ پہنچنے پر مدرسہ کے مہتمم مولانا قاری محمد یاسین اور ان کے صاحبزادوں کی قیادت میں طلباء و اساتذہ نے پر جوش استقبال کیا۔ حکومت کی سرگرمیاں مدرسوں کے طلباء کو بدنام کر رہی ہیں ملک میں کوئی بھی سرکاری ادارہ یا کسی مدرسہ کو دہشت گردی کا مرکز ثابت نہ کرسکا یہ سب کچھ دینی مدارس کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ مدارس اور مساجد کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائیگا۔

جامعہ قاسمیہ میں مولانا ضیاء القاسمی کے خاندان سے اظہار ہمدردی: یہاں سے فارغ ہوکر مولانا سمیع الحق نے جامعہ قاسمیہ غلام محمد آباد میں ایک بھرپور پریس کانفرنس کی جس میں فیصل آباد کے تمام مدارس کے منتظمین اور جید علماء کرام بھی موجود تھے' مولانا سمیع الحق نے کہا کہ امریکہ اور اسلام دشمن قوتیں طرح طرح کی کوششیں کر رہی ہیں کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جائے اور انکے اندر فرقہ وارانہ اختلافات پیدا کیا جائے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ فیصل آباد کے واقعہ کا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں یہ ایک بہت بڑی سازش ہے لیکن ہم نے اس سے پہلے بھی اس طرح کی سازشوں کو ناکام بنایا ہے اور آج بھی اس گھناؤنی سازش کو بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ بریلوی مسلک سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے انکے اکابر مولانا نورانی' مولانا عبدالستار نیازی وغیرہ نے ہر اہم موقع پر

ہمارا ساتھ دیا ہے۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ کوئی عاشق رسول قرآن پاک کو جلا سکے انہوں نے کہا کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ امریکہ کے آلہ کاروں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے۔ مولانا سمیع الحق نے معروف دینی درسگاہ مدرسہ مدینۃ العلم بھی گئے جہاں طلباء سے مختصر خطاب اور مدرسہ کی ترقی کیلئے دعا کی۔ یہاں سے قریب میں واقع جامعہ اشرف المدارس جو فیصل آباد کا قدیم ترین مدرسہ ہے جس کی نگرانی جمعیت کے جنرل سیکرٹری مولانا عبیداللہ گورمانی کررہے ہیں میں ضلعی جمعیت کی طرف سے دیئے گئے ظہرانہ میں شرکت کی۔ اور جمعیت علماء اسلام کی رکنیت سازی مہم کا جائزہ لیا گیا۔ مولانا سمیع الحق نے جمعیت کے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ اکابر کے اس عظیم پلیٹ فارم پر تمام طبقات کو جمع کرنے کی دعوت دیں اور کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ لوگ جمعیت میں شامل کریں۔ مولانا سمیع الحق نے مفتی زین العابدین کے نواسے مولانا مفتی محمد ضیاء کی دعوت پر نماز عصر جامع مسجد کچہری بازار میں پڑھی اور وہاں پر موجود تقریباً پانچ ہزار تاجروں اور نمازیوں سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی آزادی کے لئے تمام طبقات کو جدوجہد کرنی ہوگی۔ یہ صرف علماء کی ذمہ داری نہیں ہے اگر ملک موجود ہو تو سب کچھ ہوگا اور اگر ملک ہاتھ سے چلا گیا تو کچھ نہیں ہوگا۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ہمیں اپنی خارجہ پالیسی سے خطرہ ہے اس نے ملک و قوم کو عذاب میں ڈالا ہوا ہے وقت کی ضرورت ہے کہ ملک کے تمام سیاسی اور مذہبی لیڈر آپس میں مل بیٹھ کر قوم کو امریکی عذاب سے نجات دلائیں۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام (س) نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان کے سیاستدانوں' تاجروں' دانشوروں کے پاس جائیں گے اور انہیں بتائیں گے کہ ملک کو امریکی پالیسیوں سے آزاد کرانا ہوگا۔ اس سے ایک روز قبل لاہور میں جے ٹی آئی (س) کے طرف سے سرور کائنات اور امن عالم پر منعقدہ ایک بڑے کنونشن میں شرکت کی جس کا انتظام جمعیۃ کے جناب ظہیر الدین بابر اور ان کے صاحبزادگان نے کیا تھا۔

فاضل دیوبند کی وفات: جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر حضرت شیخ محمد فیروز خان ... مولانا فیروز خان ثاقب فاضل دار العلوم دیوبند' بانی دار العلوم مدنیہ ڈسکہ ۱۲ مارچ کو انتقال فرما گئے۔ مولانا نے ... کے ہر محاذ اور ہر مرحلہ پر مکمل ساتھ دیا اور عزیمت و استقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے۔ ہر باطل کے مقابلہ میں ... جمعیت اکابر دیوبند کا نمونہ پیش کرتے رہے۔ مولانا سمیع الحق سے آخر تک والہانہ تعلق رہا۔ نماز جنازہ میں ... افراد نے شرکت کی ان کی وصیت کے مطابق جنازہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے پڑھایا۔ اس موقع پر ... کے نوجوان صاحبزادہ مولانا محمد ایوب کی دستار بندی کی گئی اور انہیں مدرسہ کے اہتمام کی ذمہ داری دی گئی۔ دار العلوم اور جمعیۃ ان کے سانحہ غم میں شریک ہے' دار العلوم میں ان کے ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔

جمعیۃ کے رہنما مولانا شیخ محمد شفیع کی شہادت: ۱۷ فروری (اکوڑہ خٹک) جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کہا ہے ٹانک میں شیخ محمد شفیع کا بہیمانہ قتل حکومت کے منہ پر طمانچہ ہے۔ وہ علاقہ کے ایک مخلص اور

مصلح آدمی تھے۔ دن رات عوام کی فلاح و بہبود کے لئے سرگرم عمل رہے۔ ان کی وفات جمعیت علماء اسلام کے لئے ایک بہت بڑے صدمہ سے کم نہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اپنی رہائش گاہ پر جمعیت لاہور اور اسلام آباد کے رہنماؤں سے بات چیت کرتے ہوئے کیا۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ شیخ محمد شفیع ضلع ٹانک جمعیت کے امیر تھے' انہوں نے تمام زندگی جمعیت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ آج ہم ایک مخلص اور انتہائی سرگرم ساتھی سے محروم ہو گئے۔ حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ شیخ محمد شفیع کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچائے۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم کی کسی سے بھی ذاتی دشمنی نہیں تھی۔ انہوں نے ٹانک کے موجودہ حالات میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے اور وہ اس کوشش میں تھے کہ ضلع ٹانک میں امن قائم ہو۔ (اخباری بیان)

مغربی صحافیوں اور میڈیا سے تعلق رکھنے والے جرنلسٹوں کی دار العلوم آمد: حسب معمول ماہ رواں میں کئی مغربی ممالک اور مختلف بین الاقوامی چینلو اور میڈیا سے تعلق رکھنے والے جرنلسٹ دار العلوم آئے اور انہوں نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقاتیں کیں اور ملکی و بین الاقوامی حالات پر آپ سے انٹرویو کئے۔

تعطیلات کے بعد جامعہ میں دوبارہ تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز: جامعہ دار العلوم حقانیہ کے وسطانی امتحانات زیر نگرانی نائب مہتمم جامعہ حقانیہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ' مورخہ یکم مارچ سے شروع ہو کر ۴ مارچ تک صبح و شام جاری رہے۔ طلباء کی کثرت کے پیش نظر اور تفصیلی امتحان ہونے کی وجہ سے دار العلوم کے تمام احاطہ جات کو تین سنٹروں میں تقسیم کیا گیا۔ اساتذہ کے امتحانی و تعلیمی کمیٹی و جملہ مدرسین اور دفتر تعلیمات کے تمام عملہ کی انتھک محنت کی بدولت امتحان بخیر وخوبی پایہ تکمیل ہوئے۔ پرچوں کی زیادتی کے پیش نظر امید ہے کہ اپریل کے وسط تک مارکنگ کا سلسلہ مکمل ہو کر نتائج کا اعلان اور تقسیم انعامات کا اہتمام ہوگا۔ امتحانات میں اعدادیہ سے دورہ حدیث شریف' تخصص فی الحدیث' تخصص فی الفقہ' دار الحفظ والتجوید' کمپیوٹر کے ہر دو شعبے کے طلبا شامل رہے۔ بعد میں ایک ہفتہ چھٹی کے بعد ۱۳ رمارچ بروز ہفتہ سے اسباق باقاعدہ دوبارہ شروع ہوئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے حفید (پڑپوتے) محمد معز الحق کی ولادت: ۲۰ رفروری ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ ناظم اعلیٰ جامعہ حقانیہ الحاج مولانا اظہار الحق مدظلہ کے فرزند اور دار العلوم حقانیہ کے استاد مولانا عرفان الحق حقانی کے ہاں لڑکے کا تولد ہوا۔ والحمد للہ علی ذالک۔ نومولود بچہ جو حضرت مہتمم صاحب مولانا سمیع الحق مدظلہ کا نواسہ بھی ہے کا نام محمد معز الحق رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ طوالت عمر' سعادتمندی' علم و عمل اور اسلاف واجداد کے نقوش پا پر چلنے کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔ امین۔ آخر میں ادارہ ہدیہ تبریک پیش کرنے والے جملہ متعلقین کا تہہ دل سے شکر گزار ہے۔ قارئین سے بھی دعاؤں میں یاد رکھنے کی اپیل ہے۔

☆☆☆

کھانسی، نزلہ، زکام

کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

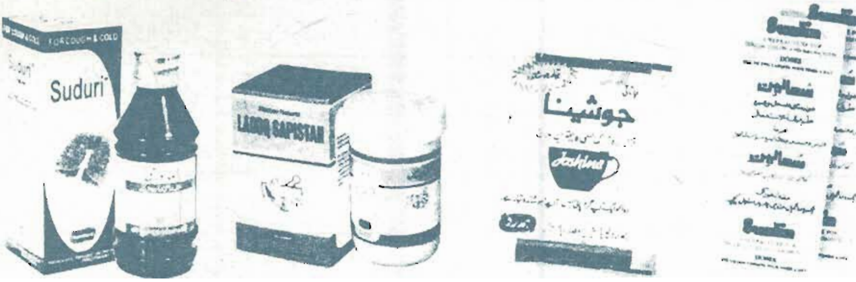

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

تیار جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔
ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

شوگر فری صُدوری بھی دستیاب ہے۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری ۔ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مَدینۃُ الحِکمہ تعلیم سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعات ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہر علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-SJLS-1/2009

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

مطبوعات مؤتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

نمبر شمار	نام کتاب	تصنیف	افادات	صفحات
۱	حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذیؒ	حضرت مولانا سمیع الحق	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ	۵۳۶
۲۔	دعواتِ حق ۔ (مکمل دو جلد)	" " "	" " " " "	۱۱۹۲
۳۔	قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ	" " "	" " " " "	۴۰۰
۴۔	عبادات و عبدیت	" " "	" " " " "	۸۸
۵۔	مسئلہ خلافت و شہادت	" " "	" " " " "	۱۰۴
۶۔	صحبتے با اہل حق (مجلد)	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۴۰۸
۷۔	اسلام اور عصر حاضر (مجلد)	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۶۰
۸۔	قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق	" " "	" " " " "	۹۶
۹۔	کاروان آخرت (مجلد)	" " "	" " " " "	۴۴۶
۱۰	شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ خصوصی نمبر	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۱۲۰۰
۱۱۔	قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف	حضرت مولانا سمیع الحق	" " " " "	۲۰۸
۱۲	قادیان سے اسرائیل تک	" " "	" " " " "	۲۲۴
۱۳۔	قومی اور ملی مسائل پر جمعیت کا موقف	" " "	" " " " "	-
۱۴۔	میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد)	" " "	" " " " "	۵۶۰
۱۵۔	روسی الحاد	" " "	" " " " "	۲۲۰
۱۶۔	فتاوی حقانیہ	مولانا مفتی مختار اللہ	حضرت شیخ الحدیث و مفتیان حقانیہ	۳۶۰۰
۱۷۔	خطبات حق	" " "	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۵۰
۱۸	نظام اکل و شرب	" " "	" " " " "	۴۵۰
۱۹۔	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۵۰۰
۲۰۔	زین المحافل (شرح شمائل ترمذی) جلد دو	مولانا اصلاح الدین	" " " " "	۱۰۵۵
۲۱	مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی	مولانا مفتی مختار اللہ	مولانا مفتی مختار اللہ	۱۰۰
۲۲	انوارِ حق (جلد اول)	حافظ سلمان الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق حقانی	۲۶۰

مؤتمر المصنفین ○ جامعہ دار العلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک